6

پاکستان کی مسابقت میں نچلی سطح: پیداواریت میں سرمایہ کاری کی ضرورت

طویل مدتی اقتصادی مسابقت کے حصول میں پیداواریت کی نمو کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کی پیداواریت کی مسلسل کمزور اور گرتی ہوئی نمو نے اس کی پائیدار معاشی نمو کے حصول کی صلاحیت اور بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقت کو شدید متاثر کیا ہے۔ افرادی قوت کی پیداواریت اور مجموعی عامل کی پیداواریت جیسے عمومی اظہاریوں اور پانی، زراعت اور توانائی کی پیداواریت جیسے شعبہ جاتی اظہاریوں دونوں میں پاکستان اپنے ہم پلہ ممالک سے پیچھے ہے۔ پاکستان اپنے علاقائی اور آمدنی کی سطح کے حوالے سے ہم پلہ ممالک سے پیچھے ہے، اور وسیع تناظر میں پیداواریت کے ضمن میں اقدامات کے ساتھ ساتھ پیداوارایت کے مختلف محرکات کی درجہ بندی میں بھی کم آمدنی والے ممالک سے پیچھے ہے۔اس باب میں ان معاشی رکاوٹوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو پاکستان کی مسابقت کو محدود کرنے کا باعث بنی ہیں، جن میں کم سرمایہ کاری، قرضوں تک محدود رسائی، ٹیکس اور تجارت کی ناقص پالیسیاں، اور شرح مبادلہ کا غیر ہم آہنگ ہونا شامل ہیں۔ علاوہ ازیں، اس باب میں پیداواریت کی نمو میں درپیش ساختی دشواریوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے جو زیادہ مسابقت کی حامل معیشت پر پاکستان کی منتقلی کی صلاحیت میں حائل ہیں۔ اگرچہ پاکستان کی مسابقت بڑھانے کے سلسلے میں کچھ کوششیں کی گئی ہیں، تاہم ان کاوشوں میں زراعانت اور ٹیکسوں سے استثنیٰ پر انحصار جیسے ناپائیدار اقدامات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے، لہٰذا ان کے طویل مدتی فوائد حاصل نہیں ہو سکے۔ مسابقت میں پائیدار بہتری لانے کے لیے خام مال کے بجائے کارکردگی پر مبنی نمو کے ماڈل یعنی پیداواریت کی نمو پر بنیادی منتقلی ضروری ہے۔ اس عبوری منتقلی کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ مذکورہ معاشی مسائل سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ انسانی سرمائے، اداروں کی مضبوطی، تحقیق اور ترقی، اور مضبوط مادی اور ڈیجیٹل انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کی جائے۔ کارکردگی پر مبنی معیشت کو فروغ دینا پیداواریت پر مضبوط ادارہ جاتی توجہ مرکوز کرنے اور مختلف شعبوں میں پیداواریت کو بڑھانے کے لیے مربوط جامع حکومتی طرز فکر کا متقاضی ہے۔

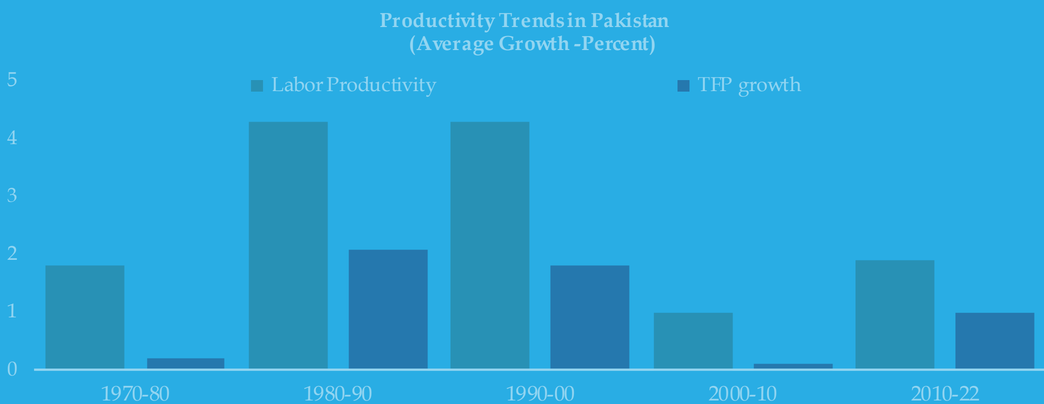

6 پاکستان کی مسابقت میں نچلی سطح: پیداواریت میں سرمایہ کاری کی ضرورت

6.1 تعارف

پاکستان کی معیشت پانچ دہائیوں سے زائد مدت سے بلند مہنگائی اور بیرونی کھاتے پر دباؤ کے ادوار کے اعادے کے ساتھ تیزی اور مندی کے چکروں میں الجھی رہی ہے۔ تاریخی لحاظ سے، یہ چکر قدرے بلند نمو کے تین تا چھ برسوں پر محیط ہوتے ہیں جن کے بعد بحران آ جاتا ہے، خصوصاً، ادائیگیوں کے توازن کا بحران، جس کے لیے ہنگامی طور پر معاشی استحکام کے اقدامات کی ضرورت پڑتی رہی ہے۔ ان اقدامات کو اکثر و بیشتر کثیر فریقی اور دو طرفہ قرض دہندگان سے بیرونی فنانسنگ تک قدرے فوری اور بآسانی رسائی سے تقویت ملتی رہی ہے۔ تاہم، حالیہ دہائیوں کے دوران تیزی اور مندی کے چکروں کی شدت میں اضافہ ہو چکا ہے اور تیزی کی مدت مختصر ہوتی جارہی ہے۔ مزید برآں، بیرونی امداد تک رسائی دشوار ہو چکی ہے جو اس کا سبب بننے والے مسائل حل کرنے کے لیے گہری اور طویل مدت سے زیر التوا ساختی اصلاحات کے نفاذ کا تقاضا کرتی ہے۔[1]

پاکستان کی معیشت کو درپیش اہم مسائل میں سے ایک مسابقت کا کمزور ہونا ہے۔ کلی معاشی تناظر میں اس کی عکاسی برآمدات میں مسلسل کمی (جی ڈی پی فیصد کے لحاظ سے)، کم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور بحیثیت مجموعی عالمی رسدی زنجیروں (GVCs) کے ساتھ ناکافی ارتباط ہے۔ جزوی لحاظ سے اس کی عکاسی مصنوعات کے پست معیار، پیداوار کی بلند اکائی لاگت، بین الاقوامی منڈیوں میں برانڈز تخلیق کرنے کی صلاحیت کے فقدان اور دیگر ضمنی اظہاریوں سے ہوتی ہے۔[2]

اگرچہ لٹریچر[3] میں معاشی مسابقت کی مخصوص تعریف، پیائش اور تعین کرنے والے عوامل غیر واضح ہیں، تاہم عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اس کے حصول کے ذرائع یہ ہیں: (الف) بین الاقوامی منڈیوں میں کم لاگت، اور (ب) پیداواریت کی نمو۔ انہیں مسابقت کے حصول کے لیے بالترتیب 'مختصر راستہ' اور 'طویل راستہ' کا نام دیا گیا ہے۔

ان دونوں طرزِ فکر کے درمیان اہم فرق طویل مدتی پائیداری کا ہے۔ آسان راستے میں یوٹیلٹی اشیا پر زراعانت، برآمدی ری بیٹ، کم قدر کی حامل شرحِ مبادلہ، اور لاگتی مسابقت حاصل کرنے کے دیگر طریقے شامل ہوتے ہیں جن سے قلیل تا وسط مدت میں برآمدات کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تاہم، اصل اہمیت پیداواریت کی نمو کی ہوتی ہے جو ایسی مسابقت کا سب سے بڑا ساختی محرک ہوتا ہے جس سے کسی معیشت کی برآمدات میں مسلسل مسابقتی اضافے، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے اور پائیدار معاشی نمو کی صلاحیت بڑھتی ہے۔[4]

یہاں ایک اور سمت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ مختصر راستے سے فوری فوائد حاصل ہوتے ہیں، لیکن یہ بنیادی طور پر ناپائیدار ہوتا ہے۔ مثلاً،

---

[1] لوپیز۔کالس، جے اور توقیر، آئی۔ (2013ء)؛ پاشا، ایچ۔ (2023ء)؛ آئی ایم ایف (2024ء الف)؛ وزارت خزانہ (2019ء)؛ بینک دولت پاکستان (2021ء الف)؛ عالمی بینک (2019ء)؛ ایس بی پی (2024ء الف)۔

[2] پیرزادہ اور دیگر۔ (2024ء)؛ صدیقی، او۔ (2022ء)؛ اے پی او (2023ء)؛ امجد، آر اور اویس این۔ (2016ء)؛ مصطفیٰ جی اور حسین، ایس۔ (2023ء)؛ حسین، آئی (2024ء)۔

[3] مسابقت ایک پیچیدہ، کثیر جہتی اور اضافی تصور ہے۔ لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ پروڈکٹ کے معیار، توازنِ تجارت، ٹیکنالوجی کے اظہاریوں، برآمدی مارکیٹ میں حصہ، منافع، شرحِ نمو، شرح مبادلہ، بچتوں کی شرح، سرمایہ کاری کی شرح، قومی ثقافت، آجریت سمیت کئی اظہاریوں کو مسابقت کا تجزیہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان سے متعلق ایک عام زیریں نظریہ یہ ہے کہ مسابقت اشیا اور خدمات کی درآمدات اور برآمدات میں توسیع کی صلاحیت سے منسلک ہوتی ہے۔ ماخذ: چوہدری، ایس۔ اور سوگاتا، آر (1997ء)؛ بھاسار، پی اور چٹوپادھیائے، یو (2015ء)؛ وگناراجا، جی اور جوائنز، ڈی (2004ء)؛ رضا فیماہیفا، آئی ایف اور ہاموری، ایس (2007ء)۔

[4] او ای سی ڈی (2011ء)؛ رضا فیماہیفا، آئی ایف اور ہاموری، ایس (2007ء)؛ اسٹین بورگ اور دیگر۔ (2021ء)؛ میول بیور، جے۔ (1986ء)۔

چند مستثنیات کو چھوڑ کر زراعانت حکومت کے مالی وسائل پر بوجھ بنتا ہے یا پھر یہ جدت پسندی اور کارکردگی پر عملدرآمد کے لیے فرموں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے (ہیو ویلن، 2023ء)۔ اسی طرح، پیداوار کی بلند لاگت، جدت پسندی کے فقدان اور مصنوعات کے کم معیار کی تلافی کے لیے صرف شرح مبادلہ کی قدر میں کمی پر انحصار کرنا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ شرح مبادلہ کی قدر میں کمی سے قلیل تا وسط مدت کے دوران معاشی نمو میں اضافہ ہوتا ہے اور برآمدات کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، لیکن طویل مدت میں معاشی نمو پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور برآمدات پر معمولی اثر پڑتا ہے (حداد اور پنکارو، 2010ء)۔

ان وجوہات کی بنا پر مسابقت کو پیداواریت اور اس کی نمو کے ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً، کرگ مین (1996ء، 2001ء) کے مطابق درست مسابقت کی پیمائش پیداواریت سے ہوتی ہے۔ یورپی یونین میں بھی پیداواریت کی نمو کو قومی مسابقت کا تعین کرنے والا اہم عامل اور واحد متعلقہ پیمانہ سمجھا جاتا ہے، جو مسابقت کو یقینی بنانے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔[5]

مزید برآں، اندرونی معاشی نمو کے نظریات کے مطابق مسابقت پر عالمی نشانیے کے عالمی مسابقتی انڈیکس (جی سی آئی)، جیسے اشاریے پیداواریت[6] کے طویل مدتی محرکات خصوصاً مجموعی عامل پیداواریت (ٹی ایف پی) کا پتہ لگاتے ہیں، جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پیداواری خام مال (سرمایہ اور افرادی قوت) کو کتنی مہارت سے پیداوار میں استعمال کیا جاتا ہے۔[7] ابھرتی منڈیاں اور ترقی پذیر معیشتیں جو ابھی تک پیداواریت کی نمو کی حد کو حاصل نہیں کر سکی ہیں، ان ممالک کے لیے پیداواریت کے ان محرکات میں بہتری کا عالمی مسابقتی انڈیکس سے مثبت تعلق پایا گیا ہے (**شکل 6.1**)۔[8]

شکل 6.1: مجموعی عامل پیداواریت بمقابلہ عالمی مسابقتی اشاریہ

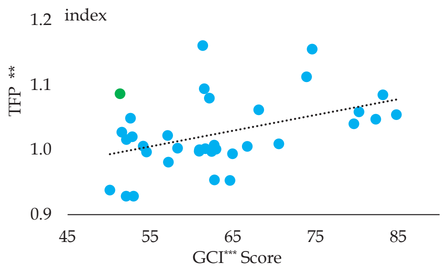

*Selected Asian economies; **average (2015 to 2019); ***latest available data (2019); green dot represents Pakistan
Sources: WEF and APO Productivity Database 2024

پیداواریت کے طویل مدتی محرکات میں ٹیکنالوجی، انسانی سرمایہ، مارکیٹ میں مسابقت، معاشی پالیسیاں، ضوابطی اور قانونی نظام، مادی اور آئی سی ٹی انفراسٹرکچر، ٹیکس، ٹیکسوں سے فنانس کی گئی حکومتی سرمایہ کاریوں کے ساتھ ساتھ سیاسی اور معاشی اداروں کا معیار شامل ہیں۔ مزید برآں، تحقیق اور ترقی اور جدت پسندی، مالی شعبے کی ترقی، سرحد پار تجارت اور

---

[5] چوہدری، ایس۔ اور سوگاتا آر۔ (1997ء)؛ ڈریش اور دیگر۔ (2018ء)؛ او ای سی ڈی (2011ء)؛ گریفل تاتجے اور دیگر۔ (2018ء)؛ شواب، کے۔ اور سلائے مارٹن، ایکس (2013ء)؛ یورپین کمیشن (2020ء)؛ سلر اور دیگر (2021ء)؛ اسٹین بورگ اور دیگر (2021ء)۔

[6] عالمی اقتصادی فورم کے جی سی آئی اور انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے ڈویلپمنٹ کی عالمی مسابقتی درجہ بندی کے اشاریے مسابقت کے حوالے سے مشہور ہیں۔ دونوں مسابقت کے لیے اصلی نمونے پر مبنی ٹی ایف پی محرکات کا پتہ لگاتے ہیں۔

[7] اندرونی نمو کے نظریے میں طویل مدتی معاشی نمو کی وضاحت کی گئی ہے جو ایسی اندرونی معاشی سرگرمیوں کا نتیجہ ہوتی ہے جو نئی ٹیکنالوجی پر مبنی علم تخلیق کرتی ہیں۔ ٹی ایف پی سے ٹیکنالوجی کی ترقی، جدت طرازی، اور خام مال میں اضافے کے علاوہ دیگر عوامل کے اثرات حاصل کر کے سرمائے اور افرادی قوت کی مشترکہ کارکردگی کی پیمائش کی جاتی ہے۔

[8] جی سی آئی کا ڈیٹا 2019ء تک کا دستیاب ہے۔ تاہم، یہ تجزیے کے لیے مفید ہے کیونکہ یہ مسابقت کی پیمائش کے لیے جامع کوریج کے ساتھ سب سے زیادہ استعمال کیا جانے والا نشانیہ ہے۔

شکل 6.2: پاکستان میں پیداواریت کے رجحانات (اوسط نمو)

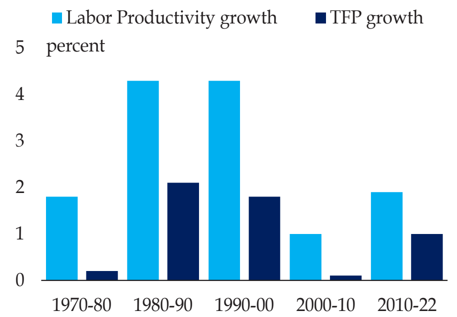

Source: Nomura, K. & Ho, M. (2024)

سرمایہ کاری میں حائل ٹیرف / غیر ٹیرف رکاوٹیں دور کرنا اور بے ضابطہ معیشت کے حجم میں کمی سے بھی پیداواریت کی نمو کو فروغ ملتا ہے۔[9]

پاکستان میں معاشی نمو بڑھانے کے لیے برآمدات میں اضافے اور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کی خاطر ماضی میں کئی کوششیں ہو چکی ہیں۔ چند مستثنیات کے علاوہ ایسی بیشتر کاوشیں آسان راستے کے ماڈل، جس پر اوپر بحث کی جا چکی ہے، کے ساتھ نوزائیدہ صنعت کی بنیاد پر ملکی صنعتوں کو تحفظ دینے پر مشتمل رہی ہیں۔ تاہم، اس طرز فکر سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکے، اور بیرونی امداد، قرضوں، نج کاری اور دیگر غیر متوقع فوائد یا بیرونی فنڈنگ سے طویل مدتی معاشی نمو کے امکانات کو پائیدار بنیادوں پر استوار کرنے میں بھی کچھ مدد نہیں مل سکی (خان اور کم، 1999ء)۔

دیگر کئی ممالک ماضی میں مسابقت حاصل کرنے کے لیے مختصر راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ سب طویل مدت میں بیک وقت مسابقت کے حصول اور اسے برقرار رکھنے کے لیے پیداواریت کی نمو کو توجہ کا مرکز بنا کر حاصل کیا ہے۔ ان ممالک میں چین، جاپان، جنوبی کوریا اور مشرقی ایشیا کی دیگر معیشتیں شامل ہیں (کپور 2021ء)۔ اس کے مقابلے میں، جیسا کہ اس باب کے بقیہ حصوں میں دکھایا گیا ہے، پاکستان بلند پیداواریت کی نمو کی راہ اختیار کرنے اور اس کے حصول میں ناکام رہا

شکل 6.3: جی ڈی پی فی کارکن (سا کن 2021ء قوتِ خرید کی مساوات کے لحاظ سے)

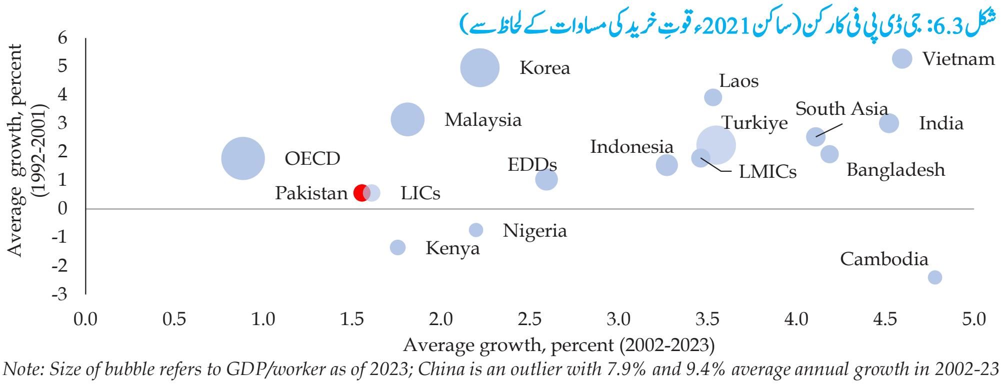

Note: Size of bubble refers to GDP/worker as of 2023; China is an outlier with 7.9% and 9.4% average annual growth in 2002-23 and 1992-2001, respectively.
Source: SBP staff calculations based on World Bank data

[9] رومر، پی ایم (1986ء)؛ لوکاس آر ای (1988ء)؛ مانکیو، این جی اور دیگر (1992ء)؛ بلوم این اور رینا جے وی (2007ء)؛ ایسٹرلی، ڈبلیو اور لیوائن آر (2001ء)؛ بارو آر (1990ء) اور سلائے مارٹن ایکس (1992ء)؛ ایس موگلوڈی اور دیگر (2001ء)؛ بینکس جی (2015ء)؛ حسی سی ٹی (2015ء)؛ او ای سی ڈی (2015ء الف)۔ یہ فہرست جامع نہیں ہے کیونکہ پیداواریت پر بہت زیادہ تجرباتی کام موجود ہے اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض دیگر قابل ذکر عوامل جو پیداواریت کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں اور اس کے نتیجے میں معاشی مسابقت میں اضافہ کرتے ہیں، ان میں ادارے کی مینیجمنٹ کے طریقے، کاروبار کرنے کی لاگت، اور قدرتی وسائل شامل ہوتے ہیں۔ ماخذ: گریفل تاتجے اور دیگر (2018ء)۔

ہے۔ ملکی پیداواریت کی نمو میں درحقیقت طویل مدتی کمی کا رجحان رہا ہے (**شکل 6.2**)، حتیٰ کہ کم از کم نوے کی دہائی کے آخر سے حکومت کے وسیع معاشی پالیسی فریم ورکس میں پیداواریت کے حصول کو شامل رکھا گیا ہے۔

شکل 6.4: افرادی قوت کی پیداواریت میں نمو کے ذرائع

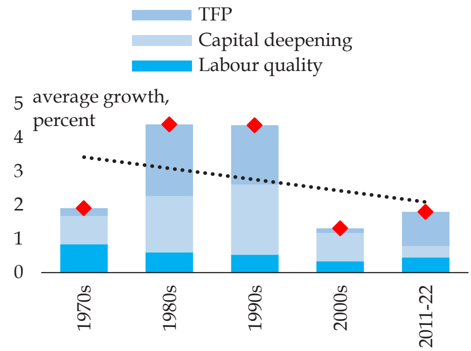

Source: APO Productivity Database 2024

باب کے بقیہ حصے کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے: معاشی نمو کی اکاؤنٹنگ کا فریم ورک استعمال کرتے ہوئے **سیکشن 6.2** میں پاکستان کی عمومی پیداواریت کے اظہاریوں کے وسیع رجحانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔[10] اس کے بعد معیاری کلی معاشی صورت حال متعین کرنے والے عوامل میں پاکستان کی کارکردگی (**سیکشن 6.3**) اور پاکستان میں پیداواریت کو درپیش ساختی مسائل (**سیکشن 6.4**) کا جائزہ لیا گیا ہے۔[11] **سیکشن 6.5** میں اہم حقائق کا خلاصہ اور بہتری کی تجاویز دی گئی ہیں۔

6.2 پاکستان میں پیداواریت کے رجحانات

پاکستان میں طویل مدتی پیداواریت کے رجحانات مایوس کن رہے ہیں، جو گذشتہ چند دہائیوں کے دوران ملک کی معاشی مسابقت کو محدود کرنے کا باعث بنے ہیں۔ اگرچہ پیداواریت میں بہتری کے کچھ ادوار آئے، تاہم محدود ساختی تبدیلی، سرمایہ جاتی گہرائی کی پست سطح، مجموعی عاملِ پیداواریت میں کمزور نمو نے مجموعی پیداواریت کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کا نتیجہ خام مال کی نمو پر مبنی ماڈل پر زیادہ انحصار کی صورت میں برآمد ہوا، جو مہنگا اور بنیادی طور پر ناپائیدار ہے (این پی او، تاریخ دستیاب نہیں)۔ اس سیکشن میں پہلے افرادی قوت کی پیداواریت اور مجموعی عاملِ پیداواریت (ٹی ایف پی) پر پیداواریت کے پیمانوں کے طور پر ایک نظر ڈالی گئی ہے جن سے جی ڈی پی نمو[12] میں تکنیکی تبدیلیوں کی وضاحت ہوتی ہے اور اس کے بعد بعض شعبہ جاتی پیداواری اظہاریوں پر بحث کی گئی ہے۔

[10] معاشی نمو کی اکاؤنٹنگ اس کی تشریح سے زیادہ تکنیکی تبدیلی کی پیمائش کے متعلق ہے، جس میں پیداواریت کے رجحانات کا طویل مدت میں عام تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ان حدود اور اس کے درست تخمینوں کے بارے میں تعلیمی مباحث سے قطع نظر پیداواریت خصوصاً ٹی ایف پی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ ماخذ: مہادیون آر (2004ء)؛ ستروح کے جے (2001ء)۔

[11] کلی معاشی اور ساختی عوامل کی بحث پر مبنی نوعیت واضح حد بندی کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ لہٰذا، اس باب کے مختلف سیکشنوں / ذیلی سیکشنوں میں ایک سے زائد آپس میں مربوط عوامل کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ یعنی کلی معاشیات کے ساتھ اس کے قریبی ربط کے پیشِ نظر سرمایہ کاری پر **سیکشن 6.3** میں جامع بحث کی گئی ہے۔ تاہم، دیگر سیکشنوں / ذیلی سیکشنوں جیسے تحقیق و ترقی اور انفراسٹرکچر پر بھی جہاں ضروری سمجھا گیا سرسری نظر ڈالی گئی ہے۔

[12] اس سیکشن میں بنیادی طور پر اے پی او کی پیداواریت کی ڈیٹا بیس برائے 2024ء (2022ء تک ڈیٹا) کو پاکستان کی پیداواریت کے رجحانات کا تجزیہ کرنے اور ان کے جنوب مشرقی ایشیائی معیشتوں کے ساتھ تقابل کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اے پی او متغیرات کا ایک جامع مجموعہ اور علاقے کی مخصوص بصیرت فراہم کرتا ہے، جو دیگر عالمی ڈیٹا سیٹس کے مقابلے میں پاکستان سے زیادہ وابستگی رکھتے ہیں۔ مزید برآں، اے پی او کے پیداواریت کے جائزوں سے علاقائی اوسط کے مقابلے میں نتائج اور نشانیے کے نتائج کی توثیق میں مدد ملتی ہے۔

افرادی قوت کی پیداواریت

جی ڈی پی میں فی کارکن تبدیلی[13] کے لحاظ سے پیمائش کے مطابق پاکستان میں افرادی قوت کی پیداواریت کی نمو ہم پلہ ممالک کی معیشتوں میں نچلی سطح پر ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران جی ڈی پی میں فی کارکن اوسط سالانہ نمو میں اس سے پچھلی دہائی کی اوسط نمو کے مقابلے میں 1.0 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا ہے، لیکن آمدنی کے لحاظ سے ہم پلہ ممالک — کم درمیانی آمدنی والے ممالک — آبادی کے لحاظ سے — ابتدائی آبادیاتی فوائد (ای ڈی ڈی) — کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ کم آمدنی والے ممالک کی پیداواریت میں نمو سے بھی کم ہے (**شکل 6.3**)۔[14]

اس حالیہ بہتری کے باوجود افرادی قوت کی پیداواریت میں طویل مدتی کمی تشویش کا باعث ہے۔ پاکستان کی افرادی قوت کی پیداواریت میں طویل مدتی نمو کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ان رجحانات کی وجوہات میں افرادی قوت کا پست معیار، ناکافی سرمایہ جاتی گہرائی یعنی فی کارکن دستیاب سرمایہ اور گرتی ہوئی ٹی ایف پی شامل ہیں (**شکل 6.4**)۔ 2000ء تا 2022ء کے دوران پاکستان کی افرادی قوت کے معیار کا افرادی قوت کی بہتری میں حصہ 21 فیصد، جبکہ اس کے مقابلے میں آسیان (ASEAN) کی معیشتوں میں اس کا تناسب 61 فیصد رہا۔[15]

مزید برآں، گذشتہ دو دہائیوں کے دوران پاکستان کی افرادی قوت کی پیداواریت کی نمو میں سرمایہ جاتی گہرائی (فی کارکن دستیاب سرمایہ) کا حصہ 38 فیصد رہا جبکہ مشرقی ایشیا اور جنوبی ایشیا میں یہ بالترتیب 52 فیصد اور 59 فیصد تھا۔ یہ صورت حال پاکستان میں سرمائے کی تخلیق میں کم اضافے کی عکاسی کرتی ہے (**شکل 6.5**)، جو جدید مشینری، انفراسٹرکچر، اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کے ذریعے افرادی قوت کی پیداواریت بڑھانے کے حوالے سے ناکافی ہے۔[16]

شکل 6.5: سرمائے کی گہرائی*

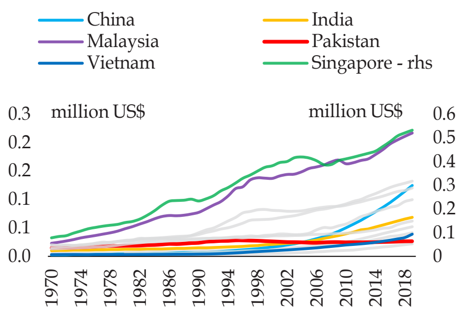

*Capital stock at constant 2017 national prices (in 2017 US$) per person employed

Source: Penn World Data 10.01

اس ضمن میں پاکستان کی صورت حال بڑی آبادی والی معیشتوں جیسی ہے، جنہوں نے پیداوار کو کم ہنر مند افرادی قوت کی قدرے وافر رسد کے سبب جاذبِ سرمایہ صنعتوں کے بجائے جاذبِ افرادی قوت صنعتوں کی بنیاد پر منظم کیا ہے۔ تاہم، پاکستان کی پیداواریت زراعت جیسے جاذبِ افرادی قوت شعبے میں بھی قدرے کمزور رہی ہے، اور ساختی تبدیلی کی رفتار کو سست کرنے کا باعث بنی ہے۔ پیداواریت میں بہتری کے بل بوتے پر تبدیلی جدید معیشتوں کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ اس

[13] جی ڈی پی فی کارکن پیداواریت کو سمجھنے کے حوالے سے ایک سیدھا سادہ، معیاری اور بڑے پیمانے پر قبول کیا جانے والا عمومی پیمانہ ہے۔ اس متغیر کے لیے جامع اندرونِ ملک، علاقائی اور آمدنی گروپ کا ڈیٹا دستیاب ہے، جو وسیع تقابل کے لیے اسے مثالی حیثیت دیتا ہے۔

[14] یہ اعداد وشمار عالمی بینک کے ڈیٹا پر مبنی ہیں، جو ضروری نہیں ہے کہ اے پی او یا UNU-WIDER جیسے دیگر ذرائع کے درج کردہ افرادی قوت کی پیداواریت کے ڈیٹا سے مماثلت رکھتا ہو۔ یہ فرق طریقہ کار میں فرق کے نتیجے میں سامنے آتا ہے۔

[15] نومورا کے اور ایچ او، ایم (2024ء)۔

[16] نومورا کے اور ایچ او، ایم (2024ء)؛ اے پی او (2023ء)۔

شکل 6.6: مجموعی عامل پیداواریت میں نمو

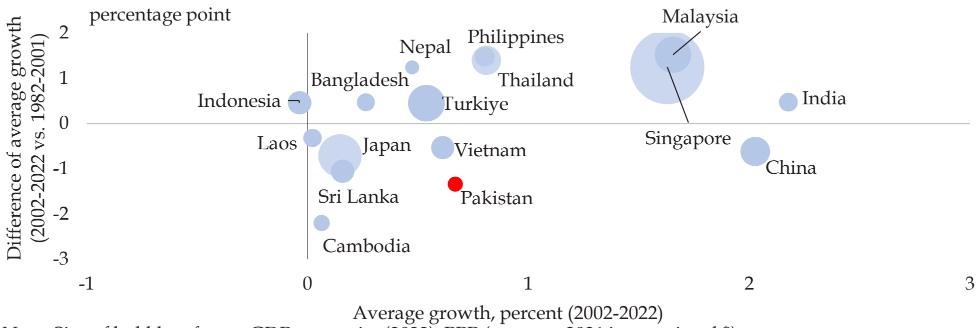

Note: Size of bubble refers to GDP per capita (2022), PPP (constant 2021 international $)

Source: SBP staff calculations based on APO Productivity Database 2024

سے شعبوں اور فرموں کے اندر دونوں صورتوں میں پوری معیشت میں وسائل کی تقسیم کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے (**باکس 6.1**)۔[17]

مجموعی عامل پیداواریت (ٹی ایف پی)

پاکستان میں ٹی ایف پی میں نمو کی بلند ترین سطح 1980ء کی دہائی میں تھی۔ اس کا محرک پچھلی دہائی میں صنعتوں کو ریاستی ملکیت میں لینے کی پالیسیوں کا بتدریج خاتمہ، مارکیٹ پر مبنی اصلاحات کا آغاز، 1960ء کی دہائی کے سبز انقلاب کے مؤخر مثبت اثرات اور 1970ء کی دہائی کے دوران سرکاری شعبے کی جانب سے بھاری سرمایہ کاریاں تھیں۔ تاہم، اس سے اگلی دو دہائیوں کے دوران ٹی ایف پی میں کمی دیکھی گئی۔ 2010ء کی دہائی کے دوران مختلف ادارہ جاتی اصلاحات کے ساتھ ساتھ پچھلی دہائی میں انسانی سرمائے، ڈیجیٹل اور مادی انفراسٹرکچر پر سرمایہ کاریوں میں اضافے کے نتیجے میں ٹی ایف پی کا نمو میں حصہ بڑھ گیا۔ (انجم اور سگرو، 2017ء؛ صدیق 2022ء)۔ تاہم ٹی ایف پی کی نمو اتار چڑھاؤ سے دوچار رہی اور اس میں کمی کا رجحان دیکھا گیا جس کی وجوہات میں حکومت میں جلد تبدیلیوں کے باعث اصلاحات کی سست رفتار، پالیسیوں میں تسلسل نہ ہونا، اور نظم ونسق کے مسائل شامل ہیں۔

شکل 6.7: معاشی نمو کے ذرائع (1971ء تا 2022ء)

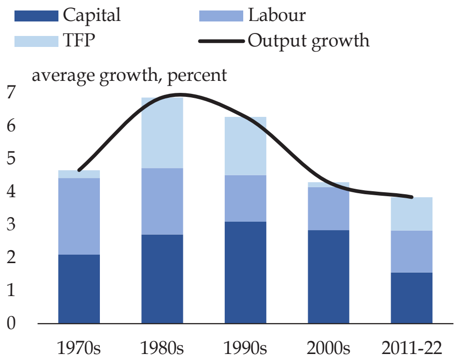

Source: APO Productivity Database 2024

حالیہ دو دہائیوں (2002ء تا 2022ء) کے دوران پاکستان کی اوسط سالانہ ٹی ایف پی کی نمو مختلف ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کم رہی ہے اور اگر اس کا تقابل اس سے پچھلی دو دہائیوں یعنی 1982ء تا 2001ء سے کیا جائے تو ملک کی اوسط نمو میں کمی واقع ہوئی ہے (**شکل 6.6**)۔ مثلاً، حالیہ دہائی کے دوران پاکستان کی ٹی ایف پی نمو بنگلہ دیش کے مقابلے میں

[17] ایضاً۔

بہتری رہی ہے، لیکن بنگلہ دیش کے مقابلے میں پاکستان کی ٹی ایف پی نمو کی رفتار میں کمی آ رہی ہے۔

اس کے نتیجے میں معاشی نمو میں ٹی ایف پی کا حصہ مسلسل پست سطح پر رہا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی معاشی نمو کارکردگی کے بجائے خام مال پر مبنی رہی ہے (**شکل** 6.7 اور 6.8)۔ خصوصاً، پاکستان میں سرمایہ جاتی گہرائی (فی کارکن دستیاب سرمایہ) کی کم سطح سے قطع نظر، ملک کی معاشی نمو میں بڑا حصہ ٹی ایف پی کے بجائے سرمایہ جاتی خام مال کا رہا ہے۔ افرادی قوت کے معیار اور خام مال کی کارکردگی میں بہتری لائے بغیر معاشی نمو تخلیق کرنے کے لیے اشیائے سرمایہ میں سرمایہ کاری پر انحصار نمو کا ایک بہت مہنگا ماڈل ہے۔[18]

شکل 6.8: معاشی نمو میں حصہ (2000ء تا 2022ء)

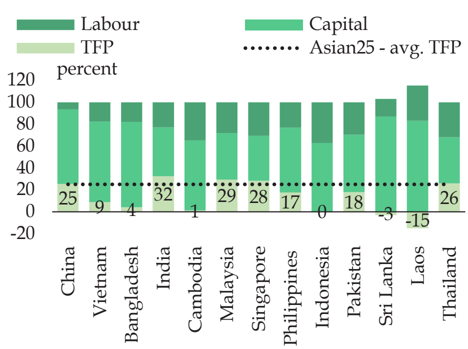

Source: APO Productivity Database 2024

حالیہ تجربی شواہد (فراز اور دیگر، 2023ء) سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زراعات اور دیگر ترجیحی رعایات حاصل کرنے والے برآمدی نوعیت کے شعبوں نے بھی 2010ء تا 2020ء کے دوران ٹی ایف پی میں منفی یا کمزور نمو دکھائی ہے۔ ان شعبوں میں ٹیکسٹائل اسپننگ، ٹیکسٹائل ویونگ، چمڑا، کھیلوں کا سامان، چینی اور دواسازی کی صنعتیں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ ٹیکسٹائل مرکب شعبے کی ٹی ایف پی نمو بھی کم رہی ہے۔ پاکستان کی گرتی ہوئی برآمدات (جی ڈی پی تناسب کے لحاظ سے) کی روشنی میں اس تجزیے سے ایک اہم سبق ملتا ہے: جیسا کہ **سیکشن** 6.1 میں بحث کی جاچکی ہے کہ صرف معاشی مسابقت کا مختصر راستہ طویل مدت میں برآمدات کی نمو کو بڑھانے کا باعث نہیں بنتا۔ ٹی ایف پی کی نمو کے محرکات کی تفصیلات **سیکشن** 6.3 اور 6.4 میں دی جائیں گی، تاہم تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان رجحانات میں کئی عوامل نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان میں تعلیم، ادارہ جاتی معیار، نجی شعبے کے قرضے اور تحقیق و ترقی کا ٹی ایف پی سے مضبوط تعلق پایا جاتا ہے (**باکس** 6.2)۔

شکل 6.9: پانی کی پیداواریت (جی ڈی پی فی کس مجموعی تازہ پانی کا استعمال)

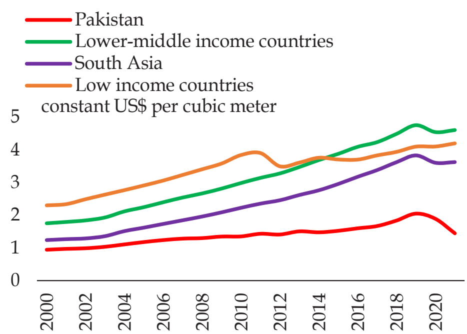

Source: WB

پیداواریت کے شعبہ جاتی اظہاریے

پاکستان میں پیداواریت کے مجموعی اظہاریوں کے رجحانات جن پر پچھلے ذیلی سیکشن میں بحث کی جاچکی ہے، ان کی عکاسی پیداواریت کے مختلف

[18] کم ابتدائی فی کس آمدنی کے ساتھ بلند نمو کے حامل ممالک معاشی نمو کے لیے سرمایہ جمع کرنے پر انحصار کرتے ہیں، خصوصاً، معاشی نمو اور ترقی کے ابتدائی اور درمیانی مراحل کے دوران۔ بعد میں معیشت میں پختگی آنے کے ساتھ ساتھ ٹی ایف پی اور افرادی قوت کے معیار میں بہتری معاشی نمو میں وسیع تر کردار ادا کرتی ہے۔ سرمائے اور افرادی قوت پر مبنی نمو سے ٹی ایف پی پر مبنی نمو پر منتقلی کا یہ عمل پانچ دہائیوں سے زائد مدت سے پاکستان میں ناپید ہے (نوموراکے اور ہوایم (2024ء))۔

جدول 6.1: سرفہرست 10 فصلوں اور گلہ بانی کی پیداوار والے ملکوں کی یافتیں: 2022ء

	کپاس [الف]	گندم [الف]	چاول [الف]	گنا [الف]	دودھ [ب]	گوشت [ب]
کم از کم*	1.1	2.8	3	60.4	636	130
زیادہ سے زیادہ*	6	7.6	7.1	95	10,668	370
اوسط	3.4	4.4	4.5	76.3	3.684	245
پاکستان کی یافت	1.1	2.9	3.7	66.7	1,544	130
پیداوار میں پاکستان کا درجہ	5واں	7واں	10واں	5واں	تیسرا	دسواں

[الف] ٹن فی ہیکٹر؛ [ب] کلوگرام فی جانور؛ * سب سے زیادہ / کم یافت والا ملک

ماخذ: ایف اے او

شعبہ جاتی اظہاریوں سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً، پاکستان میں پانی کی پیداواریت—تازہ پانی کے حصول کی فی یونٹ جی ڈی پی—جنوبی ایشیا، کم اور درمیانے درجے کی آمدنی والے ممالک (ایل ایم آئی سی) اور کم آمدنی والے ممالک (ایل آئی سی) کی اوسط دونوں کے مقابلے میں مسلسل نچلی سطح پر رہی ہے، جس سے زراعت اور صنعت میں پانی کے ناقص استعمال کی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 6.9**)۔ یہ رجحانات پاکستان کے سیلابی پانی سے آبپاشی پر بھاری انحصار، پانی ذخیرہ کرنے کے خراب طریقوں، اور پرانے انفراسٹرکچر کو ظاہر کرتے ہیں (نسرین اور اشرف، 2020ء)۔ یہ صورت حال پانی کی بہت کم قیمت مقرر کرنے کی پالیسی کی بھی عکاس ہے، جو مؤثر انداز میں فصلوں کو مختص کرنے اور فصلوں کی مسابقتی قیمتوں کے تعین میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے (ایس بی پی، 2024ء الف)۔

اسی طرح، اگرچہ پاکستان کا شمار دنیا میں زرعی فصلوں—کپاس، گندم، چاول، گنا، دودھ اور گوشت—کی پیداوار کے لحاظ سے دس سرفہرست عالمی پیداکنندگان میں کیا جاتا ہے، تاہم ان زرعی اجناس کی یافتیں دنیا کے دس سرفہرست پیداکنندگان کی اوسط سے خاصی کم ہیں (**جدول 6.1**)۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ پاکستان کی زرعی پیداوار کے بلند حجم کا اہم سبب پیداواریت کے فوائد کے بجائے اراضی کے بڑے پیمانے پر استعمال اور غلے کے حجم پر ہے (خان اور دیگر، 2021ء)۔

شکل 6.10: توانائی کی پیداواریت* اور توانائی کا فی کس صرف

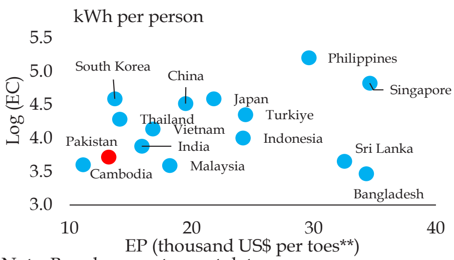

Note: Based on most recent data
*GDP at constant prices (using the 2017 PPP) per final energy consumption; **toes: tonnes of oil equivalent
Sources: Nomura, K. & Ho, M. (2024) and Our World in Data

اسی طرح، پاکستان کی توانائی کی پیداواریت بھی خطے میں نچلی ترین سطح پر ہے (**شکل 6.10**)۔ حتیٰ کہ توانائی کی پیداواریت کے لحاظ سے پاکستان کا تقابل فی کس توانائی کے یکساں استعمال والے ممالک بھارت، ملائشیا اور سری لنکا سے کیا جائے تو بھی یہ کافی پیچھے نظر آتا ہے۔[19] اس خراب

[19] توانائی کے صرف (ای سی) اور توانائی کی پیداواریت (ای پی) میں اس فرق کی وضاحت کسی معیشت کی ساخت اور توانائی کی کارکردگی کی سطح سے ہوتی ہے۔ زراعت کے شعبے کے بجائے جدید صنعتی شعبوں کے حامل ممالک (جیسے جنوبی کوریا، چین اور جاپان) میں توانائی کا صرف بلند اور توانائی کی پیداواریت نچلی سطح پر ہوتی ہے، ان ممالک کے مقابلے میں جن کا زرعی شعبے میں قدرے بلند حصہ ہوتا ہے (جیسے بنگلہ دیش اور

کارکردگی کا سبب پیداوار، تقسیم اور استعمال میں توانائی کی اثر انگیزی پر مجموعی پالیسی توجہ کے فقدان کے ساتھ ساتھ توانائی کی بلند لاگت ہے جو اس کے استعمال میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ توانائی کی بلند لاگت کی کئی وجوہات ہیں جن میں پرانا انفراسٹرکچر جو ترسیل اور تقسیم کے بھاری نقصانات پر منتج ہوتا ہے، توانائی کا غیر مؤثر آمیزہ اور بجلی کی ناقص پالیسیاں شامل ہیں۔[20]

شکل 6.11: مجموعی سرمایہ کاریاں

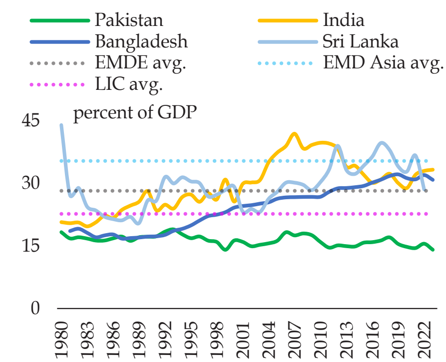

Source: IMF

فرم کی سطح پر پیداواریت

کم پیداواریت فرم کی سطح، مختلف شعبوں اور فرم کی عمر اور حجم سے قطع نظر ہر سطح پر بھی نمایاں ہے۔ مثلاً، پرانی پاکستانی فرمیں، جو تقریباً 40 برسوں سے کام کر رہی ہیں، اتنی ہی پیداوار دیتی ہیں، جتنی کہ وہ فرمیں جنہیں قائم ہوئے 10 برس کا عرصہ گذرا ہے۔ اس کے مقابلے میں میکسیکو اور بھارت میں پرانی فرمیں کم عمر فرموں کے مقابلے میں 40 فیصد تک زیادہ پیداواریت کی حامل ہیں۔[21] تاہم، پاکستان میں پیداواریت کو نقصان پہنچانے والے مختلف معاشی اور ساختی چیلنجوں (**دیکھیے سیکشن 6.3 اور 6.4**) سے قطع نظر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ملکی فرمیں دیگر کے مقابلے میں زیادہ پیداواری ہیں۔ پاکستانی فرموں پر تحقیق سے فرم کی پیداواریت میں پائے جانے والے فرق کی تین وجوہات سامنے آتی ہیں۔

پہلا، غیر برآمدی فرموں کے مقابلے میں برآمدی فرمیں خاصی زیادہ پیداواریت کی حامل ہیں، اور یہ بات تمام شعبوں اور مقامات کے لحاظ سے یکساں طور پر درست ہے۔ 'کبھی نہیں برآمدکنندگان'، 'مخفی برآمدکنندگان' اور 'نظامیاتی برآمدکنندگان'[22] کے نمونے میں سے کبھی نہیں برآمدکنندگان کے مقابلے میں مخفی برآمدکنندگان 26 فیصد زیادہ پیداواریت کے حامل تھے، جبکہ مخفی برآمدکنندگان کے مقابلے میں نظامیاتی برآمدکنندگان 21 فیصد زیادہ پیداواری تھے (عالمی بینک 2022ء)۔ اسی طرح، عالمی رسدی زنجیر (جی وی سی) کے ساتھ کامیابی سے منسلک فرمیں زیادہ پیداواریت کی حامل ہیں۔ عالمی رسدی زنجیر میں شامل ہونے سے فرم کی پیداواریت میں 1.7 فیصد (ذیشان، 2023ء) اضافہ ہوتا ہے۔

سری لنکا)۔ توانائی کی کارکردگی میں بہتری لائے بغیر بڑی صنعتی بنیاد رکھنے والی معیشتوں میں توانائی کی پیداواریت ان معیشتوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہے جن میں زراعت یا خدمات کے شعبوں کو بالادستی حاصل ہو۔ ماخذ: آئی ای اے (2022ء)۔

[20] نیپرا (2024ء)؛ ایس بی پی (2022ء)؛ علی آئی (2013ء)؛ پاکستان کی توانائی کی پالیسی نے تاریخی طور پر طلب کا انتظام کرنے کے بجائے بجلی کی پیداوار کو ترجیح دی ہے، جبکہ توانائی کی کارکردگی کے ایجنڈے کو کم ترجیح دی گئی۔ تاہم، 2016ء میں این ای ای سی اے کا قیام اس سمت میں ایک بڑی تبدیلی تھی، جو قومی توانائی کی کارکردگی اور تحفظ (این ای ای سی) کی پالیسی 2023ء پر منتج ہوا۔ ماخذ: این ای سی اے (2023ء)۔

[21] احمد، ڈبلیو (2023ء)؛ عالمی بینک (2021ء)

[22] مخفی برآمدکنندگان وہ ہوتے ہیں جو جلد برآمدات شروع کرسکتے ہیں، جبکہ نظامیاتی برآمدکنندگان وہ ہوتے ہیں، جو ہمیشہ برآمدات کرتے ہیں۔

دوسرا، وہ فرمیں جو نئی اور جدید ٹیکنالوجی سے مماثل ٹیکنالوجیوں کو استعمال کرتی ہیں، ان کی پیداواریت زیادہ ہے۔ تاہم، ایسی فرموں میں سے بیشتر بڑی فرمیں شامل ہیں ، جن کے پاس کفایت حجم (economies of scale) کی ضروری صلاحیت (احمد، 2023ء) ہوتی ہے۔ درمیانی اور ہائی ٹیک فرموں کی ٹی ایف پی اور افرادی قوت کی پیداواریت زیادہ ہے جو دستانوں اور ڈینم سمیت متعدد برآمدی شعبوں میں نمایاں ہے۔ اس کے مقابلے میں چھوٹی اور کم باضابطہ برآمدی فرموں کی پیداواریت خاصی کم ہے۔ مزید برآں، وہ فرمیں جنہوں نے منتخب اجزامیں ٹیکنالوجیوں کو اختیار کیا ہے، ان کی پیداواریت پوری فرم میں ٹیکنالوجی کی تبدیلیوں کو اختیار کرنے والی فرموں کے مقابلے میں کم ہے (فردوسی، 2016ء؛ چوہدری اور فرحان 2016ء)۔

تیسرا، مختلف فرموں میں مینجمنٹ کے طریقوں میں پایا جانے والا فرق بھی ان کی پیداواریت کی سطحوں میں فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً، وادھو اور چوہدری (2018ء) کی تحقیق کے مطابق پاکستان کی مینوفیکچرنگ فرموں میں ادارہ جاتی جدت پسندی کا افرادی قوت کی پیداواریت کی نمو میں اہم ترین کردار ہے۔ یہ تجزیہ چوہدری و دیگر (2018ء) اور بلوم و دیگر (2016ء) سے ہم آہنگ ہے، جن کے مطابق فرموں[23] کی جانب سے مربوط مینجمنٹ اختیار کرنے کا رجحان محدود ہے اور پلانٹ مینیجروں کے لحاظ سے اس میں فرق پایا جاتا ہے، جو ان کی پیداواریت کے متنوع پیمانوں میں فرق پر منتج ہوتا ہے۔

6.3 پیداواریت کا تعین کرنے والے معاشی عوامل

کئی ملکوں کے بارے میں مختلف مطالعوں سے پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ کاری، ٹیکسوں، تجارت اور سرمائے کے بہاؤ، اور شرح مبادلہ کی پالیسی کا شمار پیداواریت کے اہم مجموعی تعین کنندگان میں ہوتا ہے اور ان عوامل کے آپس میں روابط کے پیشِ نظر ایک تعین کنندہ میں غیر ہم آہنگی، بگاڑ یا کمی دیگر کو متاثر کرسکتی ہے۔ اس سیکشن میں پاکستان میں پیداواریت کی نمو، اور مسابقت کے تناظر میں ان تعین کنندگان کے محرکات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

شکل 6.12: خام قومی بچتیں

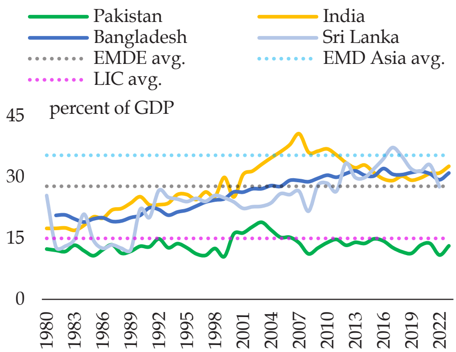

Source: IMF

کم سرمایہ کاری

ایشیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک نے زیادہ پیداواریت کی حامل، تیزی سے ترقی کرتی معیشتوں کی "سطح تک پہنچنے" کے لیے جارحانہ انداز میں سرمایہ کاریوں میں اضافہ کردیا ہے۔ ان سرمایہ کاریوں کا بڑا حصہ مادی اثاثوں (جیسے انفراسٹرکچر اور مینوفیکچرنگ کارخانے)، تعلیم، جدت اور تحقیق و ترقی پر مشتمل ہے جس سے فی کارکن سرمائے میں اضافے کے ساتھ

[23] ساختی مینجمنٹ ایسی مینجمنٹ کو کہتے ہیں جو پہلے سے وضع شدہ ادارہ جاتی پالیسیوں اور قابل پیمائش اہداف، جیسے ملازمین کی کارکردگی کے انتظام کا نظام یا ملازمین کے محکموں کی تبدیلی کے منصوبے پر عملدرآمد کرائے (بلوم اور دیگر، 2017)

ساتھ ٹی ایف پی کی نمو کے ذریعے افرادی قوت کی پیداواریت کو بڑھانے میں مدد ملی ہے۔[24]

شکل 6.13: ٹیکس اور جی ڈی پی

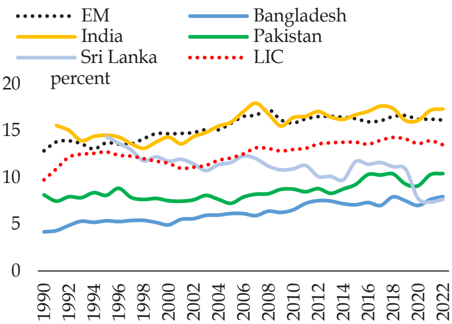

Source: IMF

ترقی کی بلند سطح کے حصول کے لیے بھاری سرمایہ کاریوں کو غریب ممالک میں بالعموم اور مشرقی ایشیا میں بالخصوص ملکی بچتوں کی شرح میں بھاری اضافے کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ تاہم، کم ملکی بچتوں والے کچھ ممالک بیرونی سرمائے کی آمد، جیسے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور بیرونی قرضوں کے حصول سے کم ملکی بچتوں کی کسی حد تک تلافی کرکے معاشی نمو کو بڑھا سکتے ہیں، جس کا نتیجہ بچتوں کی بلند سطح کی صورت میں نکل سکتا ہے۔[25]

پاکستان میں سرمایہ کاری کی سطح مسلسل کم رہی ہے اور 1990ء کی دہائی کے اوائل سے سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کے تناسب میں مسلسل کمی کا رجحان ہے (**شکل 6.11**)۔ اس کا اہم سبب بچتوں کی تشویشناک حد تک پست سطح ہے، جس میں مسلسل بلند شرح کفالت اور آبادی میں نمو کے حالات میں گذشتہ دو دہائیوں سے کمی آرہی ہے (**شکل 6.12**) (ایس بی پی 2022ء)۔ نتیجتاً، پاکستان 'کم بچتوں اور کم سرمایہ کاری' کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے،[26] جس سے معیشت کی کارکردگی اور پیداواری صلاحیت کم ہوتی جارہی ہے۔

غیر مجموعی سطح پر سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری سرکاری محاصل کی کم سطح، خصوصاً ٹیکسوں کی کم وصولی، اور غیر لچکدار اخراجات کی وجہ سے محدود رہی ہے۔ حتیٰ کہ سرکاری محاصل ابھرتی منڈیوں کی اوسط سے کافی نیچے ہیں (**شکل 6.13**)۔ غیر لچکدار اخراجات سودی ادائیگیوں، تنخواہوں، پنشن، اور حکومت کے آپریٹنگ اخراجات جیسے پہلے سے طے شدہ اخراجات کے بلند حصے کا نتیجہ ہیں (عالمی بینک، 2023ء الف)، (**شکل 6.14**)، جس کی وجہ سے پیداواریت بڑھانے کے اخراجات کی گنجائش محدود ہوجاتی ہے۔

شکل 6.14: سرکاری قرض پر اداشدہ سود

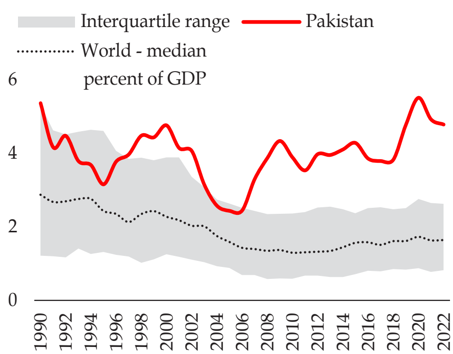

Source: IMF

[24] اسا کسن، اے (2007ء)؛ ڈابلانورس اور دیگر (2013ء)؛ ستر وح، کے جے (2001ء)؛ ایس بی پی (2019ء)۔

[25] رضا فیماہیفا، آئی ایف اور ہاموری، ایس (2007ء)؛ کمار، اے اور دیگر (2020ء)؛ ڈابلانورس اور دیگر (2013ء)؛ اگھیون، پی اور دیگر (2006ء)۔

[26] یہ جال خطرناک ہے ان معنوں میں کہ کسی ملک کے پاس بلند پیداواریت میں سرمایہ کاری کے لیے بچتیں جمع کرنے کی صلاحیت کی کمی معاشی نمو کے امکانات پر اثرانداز ہوتی ہے، جو گھرانوں اور کاروباری آمدنی میں رکاوٹ بنتی ہے، اور اس کے نتیجے میں بچتوں میں مزید کمی کردیتی ہے۔

شکل 6.15: گھریلو صرف اور نجی شعبے کا معین تشکیل سرمایہ (جی ڈی پی فیصد)

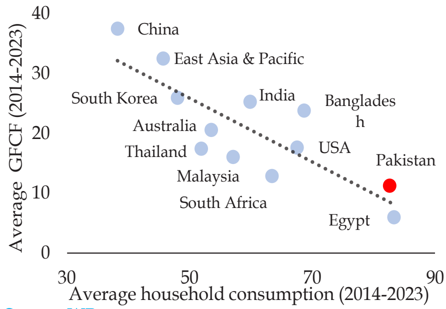

Source: WB

شکل 6.16: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے خالص رقوم کی آمد

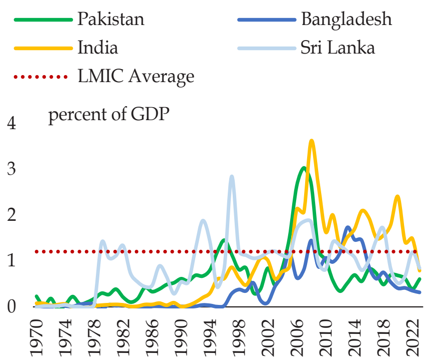

Source: WB

دوسری جانب، نجی شعبے کی سرمایہ کاری کو متعدد گردشی اور ساختی چیلنجوں نے متاثر کیا ہے۔ ان میں معاشی عدم توازن اور عدم استحکام کا اعادہ شامل ہیں جو کم جی ڈی پی نمو، بلند مہنگائی، قرضوں میں مشکلات، سرمایہ کاری کے خراب ماحول اور انفراسٹرکچر کے مسائل پر منتج ہوتے ہیں (ایس بی پی، 2019ء)۔ ریاستی پالیسی کے ناقابل پیش گوئی ہونے کے ساتھ سیاسی عدم استحکام اور سیکورٹی خدشات بھی سرمایہ کاری کی ترغیب میں کمی کا باعث بنا ہے۔ ان چیلنجوں کی عکاسی پاکستان میں گھرانوں کے خرچ کی بلند سطح اور کم نجی بچتوں سے ہوتی ہے، جس کا نتیجہ پست تشکیلِ سرمایہ کی صورت میں نکلتا ہے (**شکل 6.15**)۔[27]

کچھ ترقی پذیر معیشتوں کے تجربے کے برعکس پاکستان میں ملکی بچتوں کی کم سطح کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے خاطر خواہ تلافی نہیں ہو سکی ہے۔ ملک کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ہم پلہ معیشتوں سے کم ہے (**شکل 6.16**)، جسے محدود کرنے میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا ہے (**باکس 5.2**)۔ یہ صورت حال چین کے ون بیلٹ ون روڈ کے حصے چین پاکستان معاشی راہداری (سی پیک) کے تحت بھاری سرمایہ کاریوں کے منصوبوں کے باوجود برقرار ہے۔ 2014ء میں ون بیلٹ ون روڈ متعارف کرانے کے بعد چین کی پاکستان میں سرمایہ کاری جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کی ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کم ہے (**شکل 6.17**)۔

شکل 6.17: چین سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا بہاؤ

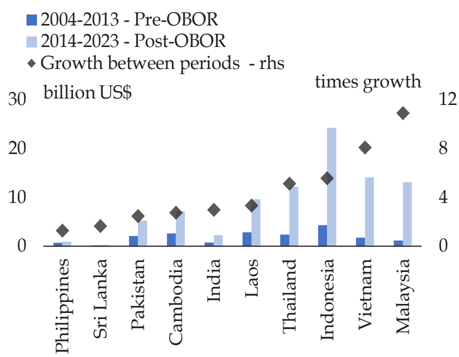

Source: UNCTAD

قرضوں کے حصول میں رکاوٹیں

قرضوں کے حصول میں حائل مشکلات کی موجودگی میں بلند پیداواریت کی نمو پر منتقلی ممکن نہیں، کیونکہ یہ صورت حال مختلف طریقوں سے

[27] ایس بی پی (2019ء)؛ عالمی بینک (2022ء الف)۔

مجموعی پیداواریت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس سے فرم کے مارکیٹ میں داخلے اور ٹیکنالوجی کو اختیار کرنے کے فیصلوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ یہ مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری پر منافع میں رکاوٹ بنتی ہے اور سرمائے کے غلط استعمال پر منتج ہوتی ہے۔ اور یہ ممکنہ طور پر فرم میں مادی اثاثوں کی ترغیب پیدا کرتی ہے جو ایسے حالات میں بطور ضمانت استعمال ہو سکتے ہیں جب غیر مادی اثاثے سرمائے پر بہتر منافع کی پیشکش کریں (گریفل تاجے، 2018ء)۔

شکل 6.18: حکومتی قرض گیری اور نجی شعبے کے قرضے

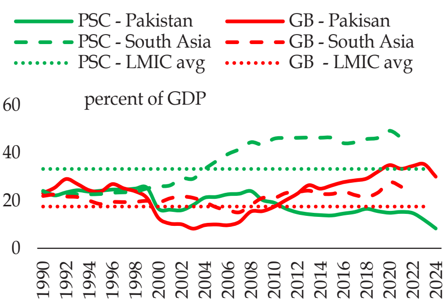

Note: Claims on central government used as proxy for GB; data for South Asia unavailable after 2021
Source: Haver Analytics

عالمی بینک کے انٹرپرائز سروے برائے 2022ء کے مطابق پاکستان میں قرضوں کے حصول میں مشکلات کا شمار کاروبار میں حائل دوسری سب سے بڑی رکاوٹ کے طور پر کیا جاتا ہے۔ حکومت کی جانب سے برآمدات اور سرمایہ کاری میں سہولت دینے کے لیے زراعانت یافتہ قرضوں کی فراہمی کے باوجود متعدد ساختی مسائل کی وجہ سے نجی شعبے کے قرضوں کی سطح کم ہے۔

تاریخی طور پر مقامی بینکاری نظام سے قرض لینے میں حکومت کی بالادستی قائم رہی ہے (**شکل 6.18**)۔ اس کے نتیجے میں نجی شعبے کے لیے قرضوں کی گنجائش محدود ہو جاتی ہے۔[28] حکومت کو قرض دینا بھی قدرے کم پیداواری عمل ہے، کیونکہ اس میں سے بیشتر رقم جاری اخراجات پر خرچ ہو جاتی ہے نہ کہ ترقیاتی اخراجات پر، جو پیداواریت اور نجی شعبے کے قرضوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے (حسین، 2009ء)۔

شکل 6.19: بینکاری شعبے کے قرضے

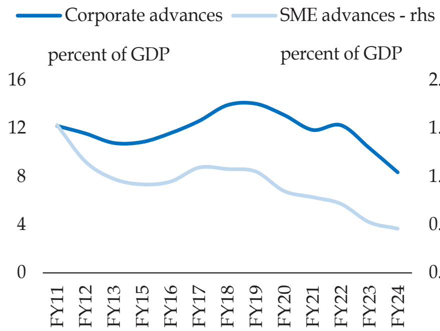

Note: data for FY14 unavailable
Source: SBP

بالادست قرض گیر کی موجودگی میں بینکاری کے شعبے کے لیے ترغیبات کم ہو جاتی ہیں۔ چونکہ حکومتی قرض گیری کی بلند سطح کی وجہ سے بینکوں کے منافع میں بآسانی اضافہ ہو جاتا ہے، اس لیے بینکوں کے پاس اس بات کی بہت کم ترغیب رہ جاتی ہے کہ وہ اپنے موجودہ صارفین کے علاوہ نجی شعبے کو قرضے فراہم کریں۔ قرضوں کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک ایس ایم ایز کے بجائے ایسی کارپوریشنز کو ترجیح دیتے ہیں جن کے بینکوں کے ساتھ مستحکم روابط ہیں (**شکل 6.19**)۔ مزید برآں، قرضوں کے بہاؤ کا بڑا حصہ معین سرمایہ کاری کے بجائے جاری سرمائے کے قرضوں میں مرتکز ہے۔ یہ صورت حال پیداواریت میں نمو کے

[28] آئی ایم ایف (2024ء ب)؛ ظہیر ایس اور دیگر (2017ء)۔

امکانات محدود کر دیتی ہے کیونکہ معین سرمایہ کاریاں پیداواری گنجائش میں توسیع اور نئی ٹیکنالوجی کے لیے اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔[29]

شکل6.20: کارپوریٹ انکم ٹیکس اور ٹیکس پیچیدگی کا اشاریہ

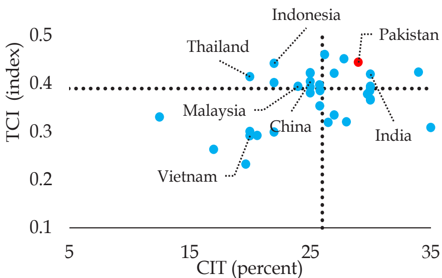

Note: Based on most recent data; dotted line represents median values of a basket of 35 AEs and EMDEs
Sources: USAid and www.taxcomplexity.org

مزید برآں، زراعانت یافتہ بینکوں کا قرضہ اکثر 'زومبی' فرموں کو دیا جاتا ہے۔[30] مثلاً، مالی سال 14ء تا مالی سال 23ء کے دوران بینکوں کی غیر سرکاری شعبے کو قرض گاری میں غیر مستعد اور اکثر نقصان میں چلنے والی ریاستی ملکیت کی انٹرپرائزز کا حصہ اوسطاً 15 فیصد رہا۔ زومبی فرموں میں مخصوص شعبوں میں خاندانی ملکیت کی ملکی فرمیں بھی شامل ہوتی ہیں جو زیادہ تر برہدف شعبوں کو برآمدی قرضہ اسکیموں اور ریلیشن شپ بینکاری سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ یہ صورت حال سرکاری اور نجی شعبے میں غیر پیداواری فرموں کو مالی وسائل مختص کرنے پر منتج ہوتی ہے۔[31]

مذکورہ بالا عوامل کے علاوہ دیگر کئی مسائل نجی شعبے کے قرضوں کو محدود کرنے کا باعث بنتے ہیں، جو یہ ہیں: (الف) کمزور ضمانت، اور مادی اثاثوں پر بطور ضمانت انحصار کرنا، (ب) بینکاری عدالتوں میں کیسوں کے فیصلوں میں تاخیر کی تاریخ، (ج) درست معلومات کی عدم دستیابی جس نے کمرشل بینکوں کو عمومی طور پر قرض دینے، خصوصاً نئے اور چھوٹے قرض گیروں کو، سے گریز کرنے پر مجبور کر دیا ہے، (د) مالی شمولیت کی نچلی سطح، اور (ہ) غیر ترقی یافتہ مالی منڈیاں۔ زیرِ گردش کرنسی کی بلند سطح اور ایک بڑی بے ضابطہ معیشت کی موجودگی کے سبب یہ دشواریاں شدت اختیار کر لیتی ہیں (**باکس 3.1**)۔[32]

ٹیکس پالیسی کے مسائل

ٹیکسوں کے بھاری بوجھ، ٹیکسوں کی پیچیدگی، اور ودہولڈنگ ٹیکسوں وغیرہ پر زائد انحصار سمیت مختلف ذرائع سے پیدا ہونے والے ٹیکس پالیسی کے مسائل ٹیکس چوری میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور بے ضابطہ لین دین کی ترغیب دیتے ہیں، جس سے مختلف ذرائع سے پیداواریت کو نقصان پہنچتا ہے۔ ٹیکسوں سے بچنے والی فرمیں بالواسطہ زراعانت سے فائدہ اٹھاتی ہیں جو غیر شفاف مسابقت پر منتج ہوتا ہے اور مارکیٹ سے پیداواری فرموں کے اخراج کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح جدت پسندی اور سرمایہ کاری کے لیے فرم کی ترغیبات بھی کم ہو جاتی

[29] عالمی بینک (2022ء الف)؛ ڈی فیور، ایف اور دیگر (2020ء)۔

[30] زومبی فرمیں ایسی فرموں کو کہتے ہیں جو زراعانت یافتہ بینکوں کے قرضوں سے مستفید ہوتی ہیں، جن کے بغیر وہ مسابقت کے قابل نہیں ہو سکتیں، یا شاید اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکیں، اور اس طرح وہ صنعت سے خارج ہونے سے محفوظ رہتی ہیں، لیکن وہ زیادہ پیداواریت کی حامل فرموں کی نمو پر منفی اثر ڈالتی ہیں جن کی زراعانت یافتہ قرضوں تک رسائی نہیں ہوتی اور اس طرح نئی فرموں کے داخلے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ صورت حال کم سرمایہ کاری اور ٹی ایف پی نمو کے ذریعے پیداوریت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ ماخذ: گریفل تاتجے اور دیگر (2018ء)۔

[31] ایس بی پی (2024ء ب)؛ عالمی بینک (2022ء ب)۔

[32] بینک دولت پاکستان (2015ء)؛ لوپیز کالکس، جے اور توقیر آئی (2013ء)؛ حیدر کے اور دیگر (2013ء)۔

ہیں۔ نتیجتاً، فرمیں کم پیداواریت کے چنگل[33] میں پھنسی رہتی ہیں، جبکہ معیشت کو نجی شعبے کی کم سرمایہ کاری متاثر کرتی ہے۔[34]

مزید برآں، سرکاری محصولات بھی متاثر ہوتے ہیں، جبکہ بینک بے ضابطہ فرموں کو قرض دینے سے ہچکچاتے ہیں، ایسی صورت حال میں بھی جب یہ فرمیں شیڈو معیشت سے باہر نکلنے اور قابل عمل منصوبوں میں سرمایہ کاری کی کوششیں کرتی ہیں۔ ٹیکسوں سے بچنے کی ترغیبات قدرے غیر پیداواری، مردہ سرمائے کی سرمایہ کاریاں تخلیق کرنے پر اکساتی ہیں۔[35]

اس تناظر میں، مختلف قسم کے گرین فیلڈ سرمایہ کاری کے منصوبوں کے لیے متعدد ترغیبات کے باوجود پاکستان کی ٹیکس پالیسی میں بگاڑ پیداواریت کی نمو کو درپیش ایک بڑا چیلنج ہے۔ ملک میں مجموعی ٹیکسوں کی شرح خطے میں بلند ترین سطح پر ہے، بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں دونوں لحاظ سے۔ دراصل، پاکستان کا شمار ان چند ممالک میں ہوتا ہے جہاں پر نہ صرف کارپوریٹ انکم ٹیکس بلند ترین سطح پر ہے بلکہ ٹیکسوں کی پیچیدگی کی سطح بھی بلند ہے[36] (خالد اور ناصر، 2020ء) (**شکل 6.20**)۔

تحقیق سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ ٹیکس دہندگان پر عائد ٹیکس ایسی سطح تک پہنچ چکے ہیں جہاں پر ان کی شرح بڑھانے سے مزید محصولات حاصل نہیں ہوں گے، خطِ لیفر کے اثرات کی وجہ سے؛ جبکہ مزید اضافہ ممکنہ طور پر محصولات، معاشی سرگرمی کی سست رفتاری، ٹیکسوں کی چوری اور بے ضابطگی پر منتج ہو سکتا ہے (محمود اور دیگر، 2022ء۔ عرفان اور دیگر 2019ء)۔ مزید برآں، ٹیکسوں کی تعمیل انتہائی پیچیدہ ہے جن میں ود ہولڈنگ ٹیکسوں کو بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ود ہولڈنگ ٹیکسوں کے استعمال کی بلند سطح ٹیکس جمع کرنے کی ذمہ داری اور لاگت کو وصولی ایجنٹوں پر منتقل کر دیتی ہے، کاروباری ماحول کو نقصان پہنچاتی ہے، اور بعض صورتوں میں غیر مساوی ہو سکتے ہیں (عالمی بینک، 2023ء الف)۔ ان مسائل کا نتیجہ کاروباری سرگرمی کی کم رپورٹنگ کی صورت میں نکلتا ہے اور پیداواریت میں رکاوٹ بنتا ہے۔

ٹیکس پالیسی کے مسائل جزوی طور پر کم ٹیکس محاصل کا نتیجہ ہیں اور ایڈہاک محاصل کے اقدامات کی ضرورت پیدا کرتے ہیں۔ پیداواریت پر ان مسائل کے اثرات کی ایک نمایاں مثال تجارت پر ٹیکس پالیسی کے اثرات ہیں۔ پیرا ٹیرف یعنی ریگولیٹری ڈیوٹی اور اضافی کسٹم ڈیوٹی کا نفاذ جو قلیل مدتی محصولاتی پالیسی کا نتیجہ تھا، اس نے برآمدات اور پیداواریت کی طویل مدتی نمو کو نقصان پہنچایا ہے۔ اسی طرح، پاکستان میں ریئل اسٹیٹ سرمایہ کاریوں کی نمو، جن میں سے بیشتر میں ٹرانزیکشنوں کی مالیت کم درج کی جاتی ہے، ٹیکسوں کی چوری اور بے ضابطہ ہونے کی ایک اور مثال ہے (افغان 2023ء)۔ وسائل کی ایسے شعبوں کو منتقلی بھاری موقع لاگتوں کا سبب بنتی ہے، کیونکہ اس طرح پیداواری شعبوں کی سرمایہ کاری دوسری جگہ منتقل ہو جاتی ہے۔

تجارتی پالیسی کے مسائل

تجارت اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری مختلف ذرائع سے پیداواریت کو بڑھاتے ہیں، جن میں مسابقت میں اضافہ، معلومات کی منتقلی، اور مؤثر

[33] گریز کرنے والی فرمیں عام طور پر کم پیداواریت کی حامل ہوتی ہیں بعض تخمینوں کے مطابق ان کی پیداواریت کا فرق 25 تا 50 فیصد رہتا ہے۔ ماخذ: ڈابلانورس اور دیگر (2019ء)۔

[34] بوبیوای (2016ء)؛ ڈابلانورس ای اور دیگر (2019ء)۔

[35] ایضاً۔

[36] ٹیکسوں کی پیچیدگی کا اشاریہ صفر (پیچیدہ نہیں) تا 1 (انتہائی پیچیدہ) ہوتا ہے۔

مارکیٹ کے حجم میں اضافہ شامل ہیں۔ مثلاً، "برآمدات سے سیکھنا" کے معاملے کو لیجیے، جس میں فرمیں بین الاقوامی منڈیوں کے روابط سے سیکھتی ہیں، جس سے فرم کی پیداواریت اور مسابقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح، عالمی قدری زنجیر سے ارتباط برآمدات میں بھاری اضافے پر منتج ہوتا ہے اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے پیداواریت بڑھتی ہے اور اس سے ترقی پذیر ممالک کی پیداواریت کو ترقی یافتہ معیشتوں کے ساتھ ضم کرنے میں مدد ملی ہے۔ چین اور ویت نام اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔[37]

ان روابط کی عکاسی پاکستان میں بھی ہوتی ہے، جہاں پر برآمد کنندگان کی پیداواریت ملکی نوعیت کی فرموں کے مقابلے میں 20 فیصد زیادہ ہے۔ اسی طرح، تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں پیداواری فرمیں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے حصول میں کامیاب رہی ہیں، جبکہ بیرونی خریداروں کی جانب سے تحویل کے نتیجے میں پیداواریت میں تقریباً 12 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تاہم، ایسی پیداواری برآمدی فرموں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے (عالمی بینک، 2022ء)۔

جیسا کہ **باکس 6.1** میں بحث کی گئی ہے کہ کمزور روابط کے باعث پاکستان عالمی رسدی زنجیر کے معاملے میں حریف ممالک سے پیچھے ہے۔ ملک کی تجارت اور جی ڈی پی کا تناسب بھی حریف ممالک کے مقابلے میں خاصا کم ہے۔ 2000ء تا 2023ء کے دوران اس کی اوسط 29 فیصد رہی، جبکہ جنوبی ایشیا، ایل آئی سیز اور ایل ایم آئی سیز کی اوسط بالترتیب 42 فیصد، 50 فیصد اور 55 فیصد رہی (عالمی بینک، 2023ء ب)۔ اس کا سبب ملک کی درآمدات کے تبدل کی صنعت کاری پالیسیاں ہو سکتی ہیں، جن کا مقصد درآمدات کا متبادل لانا اور تجارت پر موافق پابندیاں عائد کرنا ہے۔ عالمی تجارت میں پیش رفت کے ساتھ درآمدی متبادل صنعت کاری پالیسیوں کی جگہ تجارتی آزادکاری نے لے لی، اگرچہ ایسا تیزی اور مندی کے حالات میں کیا گیا۔[38]

پاکستان میں ٹیرف کی آزادکاری کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا کیونکہ ٹیرف میں کی جانے والی اصلاحات غیر موافق رہی ہیں۔[39] اس کا ثبوت تجارتی کھلے پن، ٹیرف کی شرحوں اور ٹیرف کی پیچیدگی[40] جیسے پیمانوں میں پاکستان کی خراب کارکردگی ہے۔ پاکستان کی ٹیرف پالیسی کی اہم خصوصیت بلند ہونا، زیادہ کمی اور پیچیدہ ٹیرف پر مبنی ہے جو برآمدات مخالف تعصب پیدا کرتا ہے، جس سے اندرونی جھکاؤ کو تقویت ملتی ہے (عالمی بینک 2024ء الف)۔[41]

برآمدات مخالف تعصب دو ذرائع سے کام کرتا ہے: خام مال اور پیداوار۔ خام مال کا ذریعہ خام مال کی اشیا (ثانوی اور اشیائے سرمایہ) پر بلند ٹیرف کے متعلق ہے جسے فرمیں استعمال کرتی ہیں۔ لاگت کے مضمرات کے ساتھ ساتھ خام مال کی بلند قیمتیں فرموں کی ترجیحات کو بہتر ٹیکنالوجی اور بلند معیار کے خام مال سے ہٹا دیتی ہیں۔ یہ صورت حال فرم کی فروخت اور تقسیم کی پیداواریت پر اثرانداز ہو کر پوری رسدی زنجیر کو متاثر کر

---

[37] عالمی بینک (2022ء ب)؛ ساہو کے پی اور دیگر (2022ء)؛ اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2020ء)۔

[38] ذیشان ایم (2023ء)؛ حسین آئی (2018ء)۔

[39] کامرس ڈویژن، وزارتِ کامرس اور ٹیکسٹائل (2019ء)۔

[40] جی سی آئی 2019ء میں تجارتی کھلے پن کے لحاظ سے 141 ممالک میں پاکستان کی درجہ بندی 138 ویں نمبر پر، تجارتی ٹیرف کی شرحوں کے لحاظ سے 139 ویں نمبر، اور ٹیرف کی پیچیدگی کے لحاظ سے 49 ویں نمبر پر ہے۔

[41] "برآمدات کو درپیش ساختی چیلنجوں پر اسٹیٹ بینک کی آئندہ رپورٹ میں "برآمدات مخالف تعصب" پر پالیسی نوٹ ملاحظہ فرمائیے۔

سکتی ہے۔ 2012ء تا 2020ء کے دوران اوسط پیداواریت میں 85 فیصد کمی کا سبب پیداوار پر عائد ڈیوٹیوں کی بلند سطح تھی۔[42]

پیداوار کا ذریعہ تیار مصنوعات پر بلند ٹیرف کے ساتھ مقامی مارکیٹوں میں غیر معمولی منافع تخلیق کرتا ہے، جس سے فرموں کو برآمدات کے بجائے ملکی فروخت کو ترجیح دینے کی ترغیب ملتی ہے۔ یہ تحفظ پسندی مسابقت کو کمزور اور ان فرموں میں غیر پیداواری طریقے اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جو پیداواریت اور معیار کے بجائے تحفظ پسندی پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ ان ترغیبات نے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متاثر کیا ہے، جس میں سے بیشتر تاریخی طور پر انتہائی تحفظ یافتہ اور اندرونی نوعیت کے شعبوں میں مرتکز رہی ہے۔ مثلاً، بلند ترین غیر ملکی موجودگی انتہائی تحفظ یافتہ گاڑیوں کے شعبے میں ہے اور برآمدی نوعیت کے ٹیکسٹائل شعبے میں یہ کم ترین ہے۔[43]

شکل 6.21: حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کا طویل مدتی رجحان سے انحراف، اور برآمدات

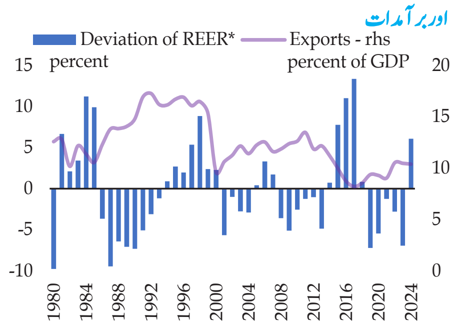

*Values above/below 0 indicate over/under valuation

Source: SBP Staff Calculations based on IMF, SBP, PBS

شرح مبادلہ کی تاریخی غیر ہم آہنگی

لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ قدر سے زائد شرح مبادلہ کے دو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پہلا، یہ برآمدات میں کمی کا باعث بنتا ہے، کیونکہ اس سے برآمدی سامان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ دوسرا، یہ غیر پیداواری ناقابل تجارت شعبوں میں سرمایہ کاری کی ترغیبات کو بڑھا دیتا ہے، جو ساختی تبدیلی کی رفتار کو سست کرنے کا باعث بنتا ہے (**باکس 6.1**)۔ اس کے مقابلے میں کم قدر کی حامل شرح مبادلہ قابل تجارت شعبے کے تقابلی منافع میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔ کم قدر کی حامل شرح مبادلہ بھی وسائل کو غیر پیداواری شعبوں سے زیادہ پیداواری، قابل تجارت شعبوں میں منتقل کرنے میں سہولت دیتی ہے۔ اسی لیے کچھ ترقی پذیر ممالک مسابقتی شرح مبادلہ کی پالیسی، یعنی کم قدر کی حامل شرح مبادلہ، پر عملدرآمد کرتے ہیں تاکہ پیداواریت میں حائل مشکلات سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ لاگتی مسابقت اور معاشی نمو کے ذریعے برآمدات میں اضافہ کیا جائے (حداد اور پانکاروں؛ روڈرک، 2008ء)۔

تاریخی طور پر پاکستان نے برآمدات کو بڑھانے کے لیے کم قدر کی حامل شرح مبادلہ کی پالیسی پر بھی مستقل عملدرآمد نہیں کیا ہے۔ اس کے بجائے بیشتر برسوں میں قدر سے زیادہ شرح مبادلہ دیکھی گئی ہے (جہان اور ارشاد، 2020ء) (**شکل 6.21**)، جس کی وجہ سے لاگتی مسابقت پر سمجھوتہ کیا گیا اور اس کا نتیجہ معیشت کے پیداواری شعبوں میں مستقل کم سرمایہ کاری کی صورت میں نکلا ہے اور پیداواریت کی نمو کم کرنے کا باعث بنا ہے۔ شرح مبادلہ کی یہ پالیسی نے پاکستان کی مسابقت پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں اور پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے بعد برآمدات میں تیزی سے کمی کا باعث بنی ہے۔ یہ صورت حال روپے کی قدر میں کمی کے بعد اضافے کے برعکس ہے۔ تاہم، اگر ماضی کی بڑی حد

[42] عالمی بینک (2020ء)؛ عالمی بینک (2021ء)؛ عالمی بینک (2022ء ب)۔

[43] عالمی بینک (2022ء ب)؛ قادر، یو (2020ء)۔

تک زائد قدر کی حامل شرح مبادلہ سے تقابل کیا جائے تو پاکستان کی مارکیٹ کی تعین کردہ شرح مبادلہ کی حالیہ پالیسی پر منتقلی مسابقت اور پیداواریت کے لیے سازگار ہے۔

6.4 پاکستان میں پیداواریت کو درپیش ساختی مسائل

جیسا کہ **سیکشن 6.1** میں بحث کی جاچکی ہے کہ کسی معیشت میں متعدد ساختی عوامل پیداواریت کی نمو پر اثرانداز ہوتے ہیں، جن میں انسانی سرمایہ، ادارے، جدت طرازی اور تحقیق و ترقی، اور مادی اور ڈجیٹل انفراسٹرکچر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ عوامل نہ صرف خود طویل مدتی پیداواریت کے بنیادی محرکات ہیں، بلکہ معاشی ماحول کی تخلیق، برآمدات میں سہولت، قرضوں تک رسائی، سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے اور عالمی رسدی زنجیر کے ساتھ ارتباط کو بڑھانے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سیکشن میں ان ساختی عوامل پر روشنی ڈالی گئی ہے، جن میں پاکستان کو مسلسل مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان چیلنجوں کو دریافت کرنے کے لیے درج ذیل ہر ذیلی سیکشن میں پہلے ان ذرائع پر بحث کی گئی ہے جن کے ذریعے یہ عوامل پیداواریت کو متاثر کرتے ہیں، اور اس کے بعد پاکستان میں ان کی حالیہ کیفیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

انسانی سرمایہ

پیداواریت کی نمو کے لیے بلند معیار کے انسانی سرمائے کی بنیاد کو اہم پیشگی ضرورت کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سے ٹیکنالوجی کو اختیار کرنے میں سہولت ملتی ہے، جدت پسندی کو فروغ حاصل ہوتا ہے، فی کارکن انسانی سرمائے (سرمایہ جاتی گہرائی) کا اثر بڑھتا ہے، اداروں کو مضبوط بنانے میں مدد ملتی ہے، جو انفرادی قوت کی پیداواریت اور ٹی ایف پی[44] دونوں کی نمو میں کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ، عام طور پر تعلیم کو انسانی سرمائے کی نمو کا سب سے بڑا محرک سمجھا جاتا ہے، تاہم صحت کی صورت حال میں بہتری اور خواتین کی افرادی قوت میں شمولیت بھی تعلیمی نتائج اور مجموعی پیداوارایت کی نمو کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

لٹریچر میں اس بات پر اتفاق رائے موجود ہے کہ انسانی سرمائے کو ترقی دینے اور افرادی قوت کی پیداواریت بڑھانے کے حوالے سے پرائمری تعلیم بے حد اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اگرچہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کسی معیشت کی جدت پسندی کی صلاحیتوں پر وسیع اثرات مرتب کرتی ہے، تاہم نچلے تا درمیانے قدر اضافی کے اسمبلی لائن آپریشنز کے لیے درکار ٹیکنالوجیوں کو اختیار اور انہیں نقل کرنے کے لیے پرائمری تعلیم ضروری ہوتی ہے۔[45] مثلاً، جنوبی کوریا کی جانب سے 1960ء کی دہائی میں تمام آبادی کے پرائمری تعلیم میں داخلوں کے ضمن میں کی گئی کوششوں نے اس کی معاشی کامیابی میں بنیادی کردار ادا کیا، اور پرائمری تعلیم میں ریاستی مداخلتوں کے ذریعے بعض 'ایشیائی ٹائیگرز' نے اسی ماڈل پر عملدرآمد کیا۔[46] پرائمری تعلیم، ثانوی یا اعلیٰ تعلیم میں داخلے کی بلند سطح کے حصول کی جانب پہلا قدم بھی ہوتی ہے۔

تاہم، پاکستان اب تک انسانی سرمائے میں اضافے کے حصول کی جانب یہ پہلا قدم اٹھانے میں کامیاب پیش رفت نہیں کرسکا ہے۔ ملک ان بیشتر LMICs سے بہت پیچھے ہے، جنہوں نے پرائمری تعلیم میں خام

---

[44] ٹوپل آر (1999ء)؛ سوئیٹ مین اے (2022ء)؛ وے زیڈ اور ہاو آر (2011ء)

[45] متعدد ابھرتی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں نے بلند قدر اضافی کی حامل جدت طرازی پر مبنی نمو پر منتقلی سے قبل اپنی معیشتوں کے لیے کم تا درمیانے درجے کی قدر اضافی کی اسمبلی لائن کی پیداوار (جیسے چین اور ویت نام) تشکیل دی۔ ماخذ: سریرا اور دیگر (2021ء)۔

[46] کوکلو، سی (1982ء)؛ گریفل تاتجے اور دیگر (2018ء)؛ آئی ایم ایف (2024ء ج)۔

اندراج کی شرح[47] میں بہتری لا کر ترقی کی ہے۔ پاکستان کا پرائمری تعلیم میں خام اندراج (GER) LICs کی اوسط کے مقابلے میں بھی کم ہے (**شکل 6.22**)۔ اس رجحان کی تین اہم وجوہات ہیں۔ پہلا، نظامِ تعلیم کا نظم و نسق کمزور ہے جس کی عکاسی کئی طرح سے ہوتی ہے جیسے گھوسٹ اسکول اور اساتذہ، اور تربیت یافتہ اساتذہ کا کم تناسب۔ دوسرا، پاکستان کے تعلیم پر اخراجات، مجموعی اخراجات اور جی ڈی پی دونوں کے تناسب کے لحاظ سے، کئی ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کم ہیں (آئی ایم ایف، 2024ء الف)۔

اس کا تیسرا اور اہم سبب یہ ہے کہ اب تک آفاقی تعلیم کو واضح طور پر قومی ترجیح کی حیثیت نہیں دی گئی۔ پاکستان نے تعلیم کے آفاقی حق کا اعلان تاخیر سے 2010ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے کیا تھا۔ 2010ء میں شعبۂ تعلیم کی منتقلی کے بعد تعلیمی حقوق کے متعلق قوانین کو 2013ء میں صوبائی سطح پر منظور کیا گیا۔[48] اس کے مقابلے میں بھارتی آئین میں 1950ء میں تعلیم کے حصول کا آفاقی حق، 1986ء میں آفاقی تعلیم کی پالیسی، اور 2009ء میں اس پر دوبارہ زور دیا گیا، جبکہ بنگلہ دیش میں تعلیم کے حق کا ایکٹ 1990ء میں منظور کیا گیا۔[49]

تعلیم کے آفاقی حق کے اعلان کے بعد بھی پرائمری اسکولوں میں طلبا کے اندراج میں پاکستان نے قدرے سست رفتاری سے پیش رفت کی ہے۔ مثلاً، حقِ تعلیم کا قانون منظور ہونے کے پندرہ برس گزرنے کے بعد پاکستان میں طلبا کے خام اندراج کی شرح (جی ای آر) میں 10 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا ہے، یعنی یہ 2010ء کے 74.5 فیصد سے بڑھ کر 2024ء میں 84 فیصد تک پہنچ گئی۔ اس کے مقابلے میں حقِ تعلیم کا قانون منظور ہونے کے بعد پندرہ برسوں میں بنگلہ دیش میں طلبا کے خام اندراج کی شرح میں 22 فیصدی درجے کا اضافہ ہو چکا ہے، یعنی یہ 1990ء کے 78 فیصد سے بڑھ کر 2005ء میں 100 فیصد تک پہنچ گئی (عالمی بینک، تاریخ دستیاب نہیں)۔

شکل 6.22: منتخب ممالک میں پرائمری تعلیم میں خام اندراج کی شرح

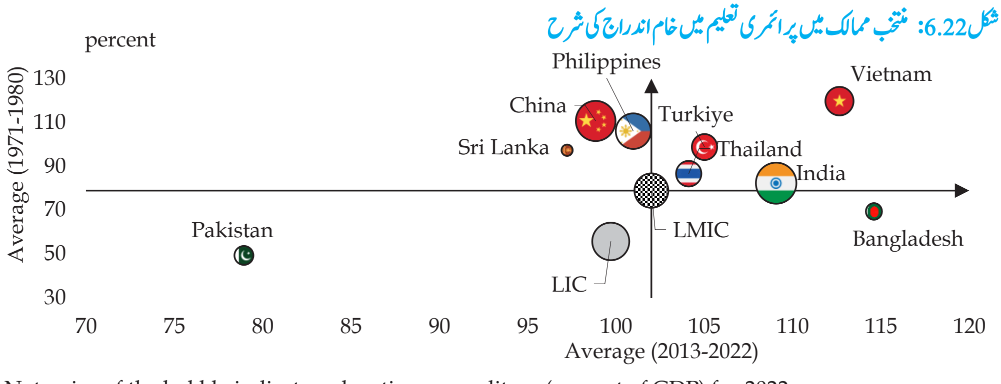

Note: size of the bubble indicates education expenditure (percent of GDP) for 2022;
Source: Haver Analytics

[47] پرائمری اسکول کے لیے خام اندراج کی شرح کو پرائمری تعلیم میں طلبہ کے اندراج کی تعداد کو آبادی کے اس عمر کے گروپ سے تقسیم کرکے اخذ کیا جاتا ہے، جو باضابطہ طور پر پرائمری تعلیم سے متعلق ہے۔ زائد عمر اور کم عمر طلبہ (اسکول میں جلد یا تاخیر سے داخلے کے سبب) کو شامل کرنے سے خام اندراج کی شرح 100 فیصد سے تجاوز کر سکتی ہے۔

[48] آئینِ پاکستان کی سیکشن 25A اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ پانچ تا سولہ برس کی عمروں کے درمیان ہر شہری کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بنایا جائے۔

[49] ساہا ایس آر اور ساہا ایس (2024ء)؛ یونیسیف (تاریخ دستیاب نہیں)۔

شکل 6.23: جنوبی کوریا میں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے رجحانات اور 2022ء میں منتخب ایشیائی معیشتوں میں اندراج کی حالیہ شرح

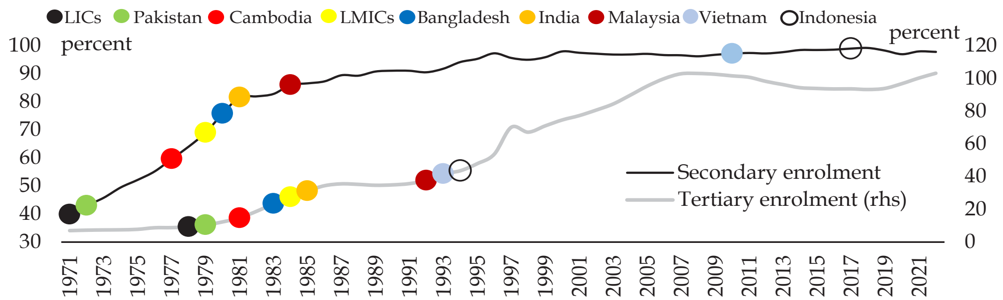

Note: Circles plotted on the trend line shows the year in which South Korea achieved the current level of enrolment by selected economies

Source: Haver Analytics

ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے لحاظ سے پاکستان کی صورت حال ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں اس سے بھی خراب ہے۔ پاکستان کی ثانوی اور اعلیٰ تعلیم 2022ء میں اس سطح پر تھی جسے جنوبی کوریا نے 1970ء کی دہائی میں حاصل کر لیا تھا (**شکل 6.23**)۔[50] یہ حالات پاکستان کی ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے اندراج کو اس کی ہم پلہ معیشتوں (کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک) کے بجائے کم آمدنی والے ممالک سے کافی قریب کر دیتے ہیں۔

اسی طرح، اگرچہ بعض اسٹڈیز سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں تعلیم اور ملازمین کی تربیت میں بہتری نے افرادی قوت کی پیداواریت پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں (گل اور دیگر، 2022ء؛ نازلی، 2004ء)، تاہم دیگر جیسے خان (2005ء) نے منفی یا کمزور ربط کو ظاہر کیا ہے، جسے تعلیم کے غیر معیاری ہونے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ گذشتہ چند دہائیوں کے دوران سائنس کو بطور مضمون نظر انداز کیا جاتا رہا ہے، جبکہ پاکستانی نوجوانوں کی اکثریت میں، حتیٰ کہ یونیورسٹی کی سطح پر بھی، بنیادی تنقیدی سوچ اور استدلال کی کمی پائی گئی ہے (لودھی، 2024ء)۔

پاکستان میں تعلیم کے ناقص نتائج کے پیچھے کارفرما اہم اسباب میں سے ایک بڑا صنفی فرق ہے۔ گذشتہ دس برسوں کے دوران خواتین کے پرائمری تعلیم میں خام اندراج کی شرح کی اوسط 73 فیصد رہی ہے، جبکہ مردوں میں یہ 86 فیصد بنتی ہے جو کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک اور جنوبی ایشیا کی بالترتیب 102 فیصد اور 106 فیصد اوسط کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے۔[51] اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں خواتین کی افرادی قوت میں شمولیت کی کم سطح کی وجوہات میں ثقافتی رکاوٹیں، صنفی قدامت پسندی، محفوظ اور قابل رسائی ٹرانسپورٹ اور بچوں کی دیکھ بھال کی سہولتوں کا فقدان شامل ہیں۔ پاکستان کی افرادی قوت میں خواتین کی شرکت (22.7 فیصد) کی سطح جنوبی ایشیا (28.0 فیصد) اور کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک (34.1 فیصد)[52] سے کم ہے۔ خواتین کی افرادی

[50] بلند آمدنی کی حامل چند علاقائی معیشتیں ایسی ہیں جن کے ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے اندراجات کی شرح 100 فیصد یا اس کے قریب ہے۔ ان میں جاپان، سنگاپور اور جنوبی کوریا شامل ہیں۔ تاہم، کامیاب تبدیلی، اور معاشی مباحث میں پاکستان کے ساتھ اکثر تقابل کے باعث جنوبی کوریا کو یہاں پراکسی کے طور پر لیا گیا ہے۔

[51] 10 سالہ اوسط کو 2013ء تا 2022ء سے لیا گیا ہے (ماخذ: عالمی بینک)۔

[52] خواتین کی افرادی قوت بلحاظ مجموعی افرادی قوت کا فیصد (ماخذ: عالمی بینک)۔

قوت میں شمولیت کے پیداواریت پر مثبت اثرات (اوسٹری اور دیگر، 2018ء) کی روشنی میں تعلیم میں بلند صنفی فرق اور خواتین کی افرادی قوت میں شمولیت کی کم سطح پاکستان کی پیداواریت کی نمو کے راستے میں حائل اہم رکاوٹیں ہیں۔

شکل 6.24: پاکستان کی برسرروزگار افرادی قوت میں باضابطہ تعلیم کی صورت حال (2021ء)

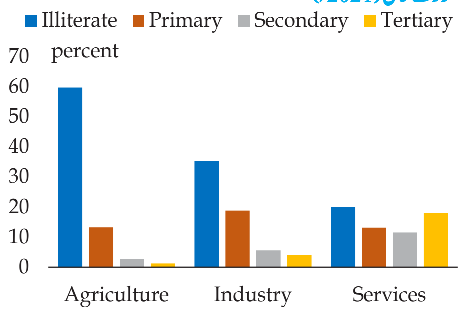

Source: PBS

انسانی سرمائے کو درپیش یہ مسائل پاکستان کو کم پیداواریت کے چنگل سے باہر نکالنے، اور اعلیٰ قدر کی حامل مصنوعات تیار کرنے پر منتقلی کے راستے پر آگے بڑھنے سے روکے ہوئے ہیں (امجد اور دیگر، 2005ء)۔ زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبوں میں افرادی قوت کی اکثریت پرائمری تعلیم سے بھی آراستہ نہیں ہے (**شکل 6.24**)۔ جو افراد تعلیم یافتہ ہیں ان کی ہنرمندی کی سطح پست ہے، جس کا ایک سبب نظامِ تعلیم کا خراب ہونا، اور سرکاری اور نجی شعبوں میں کم ترقی یافتہ مہارت کے تربیتی نظام کی موجودگی ہے۔ مثلاً، پاکستان دو سرفہرست برآمدی شعبوں، ملبوسات اور طبی آلات کے شعبوں سے وابستہ افرادی قوت میں سے بیشتر کم ہنرمند ہے، جو ان شعبوں کی جانب سے بلند قدر اضافی کی حامل اشیا کی پیداوار اور بلند عالمی مارکیٹ کے حصے سے استفادے کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔[53] اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ نجی شعبہ محدود تربیتی مواقع دیتا ہے۔ عالمی بینک انٹرپرائز سرویز 2022ء کے مطابق صرف 5.9 فیصد فرمیں باقاعدہ تربیت دیتی ہیں جبکہ عالمی سطح پر اس کی اوسط 31.2 فیصد ہے۔

پاکستان کے صحت کے اظہاریے بھی علاقائی حریف ممالک سے خاصے پیچھے ہیں۔ صحت پر سرکاری اخراجات کی سطح خطے میں کم ترین ہے، جس کے نتیجے میں صحت کے سب سے اہم کچھ اظہاریوں کی کارکردگی خراب رہی ہے، ان اظہاریوں میں بچوں میں غذائیت اور صحت کے مسائل، نوزائیدہ بچوں کی شرحِ اموات، ذیابیطس، ملیریا، اور پیدائش کے وقت متوقع عمر شامل ہیں (**جدول 6.2**)۔ یہ بات مدنظر رکھتے ہوئے کہ آبادی کی صحت مجموعی عامل پیداواریت (ٹی ایف پی) اور افرادی قوت کی پیداواریت کو مختلف ذرائع[54] جیسے تعلیم، بچتیں، سرمایہ کاریاں اور آبادی[55] سے متاثر کرتی ہے، پاکستان کی ناقص صحت کے اظہاریے بلند پیداواریت کی نمو کے امکانات پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

---

[53] فریڈرک اور دیگر (2019ء؛ ہیمرک ڈی اور بامبر پی (2019ء)۔

[54] ٹومپا ای (2002ء)؛ لینی مین اور دیگر (2011ء)؛ بلوم ڈی اور کیننگ، ڈی (2003ء)؛ سیوڈوف ڈبلیو ڈی اور شلٹز ٹی پی (2000ء)۔

[55] طویل متوقع عمر والے افراد ممکنہ طور پر تعلیم میں زیادہ سرمایہ کاری (سرمایہ کاری پر بلند منافع کو مدنظر رکھتے ہوئے) کرتے ہیں، اور ریٹائرمنٹ کے لیے زیادہ رقوم بچاتے ہیں، جس کا نتیجہ مادی سرمائے کے بھاری مقدار میں جمع ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔ مزید برآں، بچوں کی بقا اور صحت میں بہتری سے شرحِ تولید میں کمی کی ترغیب مل سکتی ہے اور اس کا نتیجہ افرادی قوت کی شرکت میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے (ٹومپا ای (2002ء))۔

جدول 6.2: منتخب علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان کی صحت کے اظہاریے (2022ء)

ملک	نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات[الف]	پیدائش کے وقت متوقع عمر[ب]	ملیریا* کے اثرات[ج]	ذیابطیس** کا پھیلاؤ[د]****	اسٹنٹنگ[ہ]****	انسانی صحت پر خرچ[و]****
جنوبی کوریا	2.4	82.7	0.1	6.8	0.9	5.7
چین	4.8	78.6	0.0	10..6	4.8	2.9
سری لنکا	5.6	76.6	0.0	11.3	17.3	1.9
ملائشیا	6.7	76.3	0.0	19.0	21.2	2.5
تھائی لینڈ	7.0	79.7	0.5	9.7	12.4	3.6
ترکیے	8.3	78.5	0.0	14.5	6.0	3.6
ویت نام	16.2	74.6	0.0	6.1	19.5	2.0
انڈونیشیا	18.1	68.3	4.2	10.6	30.8	2.2
بنگلہ دیش	24.1	73.7	1.2	14.2	23.6	0.4
بھارت	25.5	67.7	2.6	9.6	35.5	1.1
پاکستان	51.0	66.4	11.5	30.8	37.6	0.8
کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک	33.7	67.2	51.3	10.7	دستیاب نہیں	1.4
کم آمدنی والے ممالک	45.7	63.0	185.1	6.8	دستیاب نہیں	1.2

الف: فی، ایک ہزار زندہ بچوں کی پیدائش؛ ب: برس؛ ج: فی ایک ہزار افراد؛ د: 20 تا 79 عمر والی آبادی کا فیصد؛ ہ: 5 سال سے کم عمر بچوں کا فیصد جن میں غذائیت کی کمی ہو؛ و: جی ڈی پی کا فیصد۔

* روک تھام کے قابل جرثوماتی امراض؛ ** زندگی کے لیے خطرہ بننے والے مزمن امراض کے لیے پراکسی کے طور پر لیا گیا؛ *** 2021ء تک کا ڈیٹا دستیاب ہے؛ **** تازہ ترین دستیاب ڈیٹا پر مبنی جو 2016ء تا 2022ء کی درمیانی مدت کا ہے۔

ماخذ: عالمی بینک اور عالمی ادارۂ صحت

ادارہ جاتی ماحول

افرادی قوت اور سرمائے کی پیداواریت، اور مجموعی عامل پیداواریت کو بڑھانے میں ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[56] پیداواریت کے گہرے تعین کنندہ کے طور پر ادارے پیداواریت کے دیگر محرکات کی نمو اور اثرانگیزی کو بڑھاتے ہیں، جیسے سرمایہ جاتی گہرائی اور جدت پسندی۔ اس تناظر میں پاکستان میں کمزور ادارہ جاتی معیار پیداواریت کم کرنے والے متعدد اسباب کا ذمہ دار ہے: گھوسٹ اسکول جو انسانی سرمائے کو متاثر کرتے ہیں، انفرااسٹرکچر میں غیر پیداواری سرمایہ کاری، اور جائیداد کے کمزور حقوق جو جدت پسندی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔[57]

ملک کے ادارہ جاتی چیلنجوں کی عکاسی گذشتہ دو دہائیوں کے دوران نظم و نسق کے بگڑتے ہوئے اظہاریوں سے ہوتی ہے، جن میں حکومت کی اثرانگیزی، سیاسی استحکام اور ضوابطی معیار شامل ہیں (**جدول 6.3**)۔ نتیجتاً، ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی آمدنی میں نمو کی رفتار سست ترین ہے۔ اس کی عکاسی انتظامی امور کی بلند لاگت سے ہوتی ہے،

---

[56] جامع طور پر باضابطہ یا بے ضابطہ انسان کی وضع کردہ حدود جو سیاسی، معاشی اور سماجی روابط تشکیل دیتی ہیں؛ ادارے کئی کام انجام دیتے ہیں، جن میں پالیسیاں، نظم و نسق اور قانون کی حکمرانی، ثقافت اور غیر رسمی روایات۔ تاہم، اس سیکشن میں پاکستان میں اداروں کی اہم خصوصیات اور ان کی کیفیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نارتھ ڈی سی (1991ء)؛ گریفل تاتجے، ای (2018ء)۔

[57] جینارت جے سی اور پارک ڈبلیو جی (1997ء)؛ اساکسن، اے (2007ء)؛ عالمی بینک (2024ء ب)؛ گریفل تاتجے، ای (2018ء)؛ حسین، آئی (2022ء)؛ احمد وی (2019ء)۔

جدول 6.3: تبدیلی والی منتخب معیشتوں میں نظم ونسق کے اہم اظہاریے*

	حکومت کی اثر انگیزی		سیاسی استحکام اور تشدد/دہشت گردی کی عدم موجودگی		قانون کی حکمرانی		ضوابطی معیار		خام قومی آمدنی/فی کس
	2000ء	2023ء	2000ء	2023ء	2000ء	2023ء	2000ء	2023ء	نمو(x)
پاکستان	-0.49	-0.58	-1.10	-1.93	-1.00	-0.86	-0.77	-0.90	3.1
بھارت	-0.19	0.48	-1.00	-0.64	0.35	0.19	-0.16	-0.14	5.8
بنگلہ دیش	-0.61	-0.70	-0.73	-0.91	-0.99	-0.50	-0.94	-0.91	7.0
ویت نام	-0.39	0.13	0.41	-0.04	-0.35	-0.09	-0.64	-0.38	10.5
کمبوڈیا	-0.90	-0.31	-0.78	0.04	-1.08	-0.82	-0.16	-0.68	8.2
انڈونیشیا	-0.37	0.58	-2.00	-0.40	-0.70	-0.15	-0.26	0.30	8.5
کینیا	-0.62	-0.30	-1.07	-0.94	-0.92	-0.33	-0.39	-0.39	4.9
کم آمدنی والے ممالک	-1.13	-1.24	-1.03	-1.43	-1.13	-1.15	-1.04	-1.10	2.9
کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک	-0.53	-0.63	-0.56	-0.50	-0.55	-0.63	-0.59	-0.66	4.4
بلند درمیانی آمدنی والے ممالک	-0.39	-0.24	-0.29	-0.26	-0.50	-0.39	-0.34	-0.27	6.0

نوٹ: * پیداواریت سے متعلق اظہاریے؛ اسکور کی رینج 2.5-(ہفتہ) تا 2.5+ (مضبوط)

** معیشتیں جو کم آمدنی والے ممالک سے کم درمیانی آمدنی پر منتقل ہوئی ہیں۔

رنگ کا کوڈ: 2000ء سے بہتری | 2000ء سے بگاڑ

ماخذ: ڈبلیو جی آئی اور عالمی بینک

جن میں اضافی ضوابط شامل ہیں، جیسے ڈپلیکیٹ پیپر ورک اور رجسٹریشن، لائسنس، سرٹیفکیٹس اور دیگر پرمٹ شامل ہیں جو ملک میں کاروبار کرنے کے وقت اور لاگت پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔[58]

اسی طرح، اگرچہ روابط پر مبنی معاہدوں سے غیر ہم آہنگی کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، تاہم پاکستان کی کامرس میں روابط پر مبنی معاہدوں سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔ لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ مضبوط عدالتی نظام رکھنے والے ممالک کو ایسی اشیا کی پیداوار اور برآمد میں تقابلی برتری حاصل ہوتی ہے جو زیادہ 'جاذبِ معاہدہ' ہوتی ہیں۔[59] تاہم، پاکستان جہاں پر کمرشل تنازعہ کے حل میں اوسطاً پانچ سال کی مدت لگتی ہے،[60] بیرونی سرمایہ کاروں کو ہمیشہ روابط پر مبنی معاہدوں تک رسائی نہیں ہوتی یا وہ ان پر انحصار کی خواہش نہیں رکھتے کیونکہ کمزور عدالتی نظام کی موجودگی اور قانونی چارہ جوئی کے عمومی فقدان کے باعث کمزور معاہداتی کارکردگی کے سبب مذکورہ فورمز سے رجوع کرنے کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے۔ یہ بات خاص طور پر بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے حوصلہ شکنی کا سبب بنتی ہے، جن کے لیے

[58] پی آئی ڈی ای (2021ء تا 2024ء)۔

[59] جدید، بلند قدر اضافی کی حامل مصنوعات کی پیداوار عام طور پر جاذبِ معاہدہ ہوتی ہے۔ اس کا بنیادی سبب پیداوار کے پیچیدہ طریقے، تکنیکی پروڈکٹ کی خصوصیات، سخت کوالٹی کنٹرول اور سخت ضوابطی شرائط کی ضرورت ہوتی ہے۔

[60] جنوبی ایشیا کی اوسط تقریباً تین سال ہے۔ ماخذ: عالمی بینک۔

ملک قدرے نیا ہوتا ہے ، یا وہ عالمی رسدی زنجیر کے حصے کے طور پر جاذبِ معاہدہ مینو فیکچرنگ کے معاہدے میں سرمایہ کاری کی کوشش کرتے ہیں۔[61]

ملک میں کمزور اداروں کی ایک اور اہم خصوصیت پالیسی کے بارے میں بے یقینی کا ہونا ہے۔ فرموں کی جانب سے افرادی قوت کو بھرتی کرنے اور انسانی سرمائے کی تربیت کے ساتھ ساتھ نئے منصوبوں میں سرمایہ کاریوں پر اثرات کے پیش نظر معاشی پالیسی کے متعلق بے یقینی کی صورت حال پیداواریت پر خاطر خواہ اور منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس کی روشنی میں مختلف شعبوں کے درمیان پالیسی کی غیر ہم آہنگی اور بے یقینی نیز زراعت، توانائی، ٹیکسوں، اور تجارت سمیت اندرونی شعبہ جاتی پالیسی مسائل ملک کی پیداواریت کے لیے خوش آئند نہیں ہیں۔ مثلاً، توانائی کے ٹیرف اور دستیابی کے بارے میں ٹیکس پالیسی میں بار بار تبدیلی اور بے یقینی کاروباری فیصلوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مزید برآں، ملک میں سیاسی بے یقینی کی بلند سطح بھی معاشی پالیسیوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔[62]

پاکستان میں ملک کی پیداواریت کو متاثر کرنے والا ایک اور اہم چیلنج مضبوط معاشی اداروں کی عدم موجودگی ہے جو مسابقت — جدت طرازی اور کارکردگی بڑھانے کے لیے کلیدی اہمیت کی حامل — کو فروغ دیتے ہیں۔ معیشت میں ناکافی مسابقت تخلیق کرنے والے چار اہم ذرائع ہیں۔ پہلا، جیسا کہ **سیکشن 6.3** میں بحث کی جا چکی ہے کہ بلند درآمدی ٹیرف کے باعث پاکستانی فرمیں بڑی حد تک عالمی مسابقت سے محفوظ ہیں۔ دوسرا، قانونی ضوابطی آرڈرز (ایس آر اوز) کا استعمال ہے، جس سے چند سیاسی وابستگی والے کاروباری اداروں کو غیر شفاف انداز میں فائدہ پہنچنے سے بھی شفاف مسابقت کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔[63]

تیسرا، ایک بڑی بے ضابطہ معیشت کی موجودگی جس کی اہم خصوصیات میں شامل ٹیکس چوری اور معیار اور معیار بندی کے کمزور فریم ورکس بھی مسابقت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ فریم ورکس کی معیار بندی ایسا معاملہ ہے جو مسابقتی قیمتوں پر برآمدات کے قابل معیاری مصنوعات کی پیداوار کے لیے ضروری کفایت حجم کو حاصل کرنے کے امکانات محدود کر دیتا ہے۔ چوتھا، زراعانت پر فرم کا انحصار جو پیداواریت کی نمو کے ساتھ منسلک نہیں ہوتا، اس سے بھی مسابقت کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ان عوامل کے نتیجے میں فرموں کو اس بات کی ترغیب نہیں ملتی کہ وہ اپنے مطلوبہ منافع کے حصول کی خاطر پیداواریت کو بڑھانے کی کوشش کریں۔[64]

مسابقت کی عدم موجودگی وسائل دوبارہ مختص کرنے کے عمل کو محدود کر کے ساختی تبدیلی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ پیداوار بڑھانے کی ترغیب نہ ہونے کے علاوہ حکومت کی مداخلتیں، مارکیٹ کے محدود کرنے والے طریقے، اور پالیسی سمت کا عمومی فقدان، جیسے بجلی اور ٹرانسپورٹ میں دیکھا گیا ہے، بھی پیداواریت اور لاگتی مسابقت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

---

[61] چوہدری، اے اور جین اے کے (2022ء)؛ نون این اور ٹریفلر ڈی (2014ء)؛ او آئی سی سی آئی؛ (2019ء)۔
[62] لی اور دیگر؛ بلوم این (2009ء)؛ گولین ایچ اور آئیون ایم (2016ء)؛ نواز اور دیگر (2021ء)۔
[63] بیکس، ایم (2019ء)۔ ہومز ٹی جے اور شمٹز، جے اے (2010ء)؛ عالمی بینک (2022ء ب)۔
[64] عالمی بینک (2022ء ب)؛ کیو ہن، زیڈ (2007ء)؛ سوان جی ایم پی (2000ء)۔

جدول 6.4: پیداواریت کی سرکاری پیمائش*

معیشت	پیمائش	میعاد	فریکوینسی	ادارہ
امریکہ	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	1947ء	سہ ماہی، سالانہ	امریکی دفتر برائے افرادی قوت کی شماریات
	مجموعی عامل پیداواریت[†]	1987ء	سالانہ	
برطانیہ	افرادی قوت کی پیداواریت	1960ء	سہ ماہی، سالانہ	دفتر برائے قومی شماریات
	سرمائے کی پیداواریت[†]	1994ء	سہ ماہی	
		1970ء	سالانہ	
	مجموعی عامل پیداواریت[†]	1994ء	سہ ماہی	
		1970ء	سالانہ	
کینیڈا	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	2000ء	سہ ماہی	شماریات کینیڈا
	سرمائے کی پیداواریت، افرادی قوت کی پیداواریت، مجموعی عامل پیداواریت[†]	1961ء	سالانہ	
جنوبی افریقہ	سرمائے کی پیداواریت، افرادی قوت کی پیداواریت، مجموعی عامل پیداواریت	1970ء	سالانہ	پیداواریت جنوبی افریقہ
فلپائن	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	1991ء	سالانہ	فلپائن شماریاتی اتھارٹی
انڈونیشیا	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	2001ء	سالانہ	مرکزی دفتر شماریات
ملائشیا	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	2017ء	سہ ماہی	محکمہ شماریات ملائشیا
تھائی لینڈ	افرادی قوت کی پیداواریت[†]	2001ء	سہ ماہی	بینک آف تھائی لینڈ
		2021ء	ماہانہ	
	مجموعی عامل پیداواریت[†]	2021ء	سالانہ	دفتر برائے صنعتی معاشیات

* یہ فہرست جامع نہیں۔ کئی ممالک سہ ماہی جی ڈی پی کے اعدادوشمار کے ساتھ افرادی قوت کے سہ ماہی سرویز بھی شائع کرتے ہیں، جو انہیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ باضابطہ طور پر افرادی قوت کی پیمائش کریں۔ [†] بشمول شعبہ جاتی پیمانے۔

ماخذ: متعلقہ اداروں کی ویب سائٹس

پاکستان کے ادارہ جاتی ماحول کو درپیش مختلف چیلنجوں میں سے ایک بڑا مسئلہ پیداواریت پر ادارہ جاتی توجہ کا فقدان ہے۔ پاکستان کی مختلف شعبہ جاتی اور بین شعبہ جاتی پالیسیوں کے ایک جائزے سے تین اہم نکات (**تفصیلات کے لیے دیکھیے ضمیمہ الف**) سامنے آتے ہیں۔ پہلا، اگرچہ کئی پالیسیوں میں ملک میں پیداواریت کی اہمیت اور اس میں اضافے کی ضرورت کو بڑی حد تک تسلیم کیا جاچکا ہے، تاہم بظاہر صرف چند ایک ہی میں پیداواریت کی نمو میں حائل تمام اہم معاشی اور ساختی دشواریوں پر توجہ مرکوز کی گئی۔ دوسرا، پیداواریت کی پیمائش کی سمت بڑی حد تک انہی پالیسیوں میں پنہاں ہے۔ یہ صورت حال معاشی پیش گوئی سے مختلف ہے کہ معاشی کارکردگی کی سمت اور رفتار معلوم کرنے کے لیے میعادی پیمائش ضروری ہوتی ہے۔

تیسرا، بظاہر کوئی بھی ادارہ پیداواریت کے ایجنڈے کی قیادت نہیں کررہا۔ بلاشبہ پیداواریت کی نمو کے حصول کے لیے واحد ادارے کے بجائے پورا حکومتی طرز فکر درکار ہوتا ہے، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک سرفہرست ادارہ موجود ہو جو ایجنڈے کو کنٹرول کرے اور اس پر عملدرآمد یقینی بنائے (گارسیا اور دیگر، 2023)۔ اس ضمن میں نیشنل پروڈکٹیوٹی آرگنائزیشن (این پی او) کی جانب سے ملک کی قومی پیداواریت کے ماسٹر پلان کا مسودہ تیار کرنا ایک سنگ میل کی حیثیت

رکھتا ہے اور ایک مثبت قدم ہے۔ تاہم اس کے مینڈیٹ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

شکل 6.25: جدت کا عالمی اشاریہ اور ذیلی اشاریوں کا اسکور: 2022ء

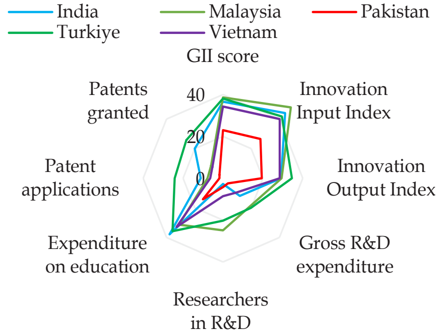

Source: WIPO

1961ء میں قائم شدہ ادارے این پی او کا کردار بظاہر کم اور اس کی سرگرمیاں آگاہی پیدا کرنے اور پیداواریت سے متعلق تربیتی اجلاسوں اور ورکشاپس کے انعقاد تک محدود ہیں۔ ملائشیا پروڈکٹیوٹی کارپوریشن (ایم پی سی، 2025ء) کے مقابلے میں این پی او کو حکومت کی پیداواریت، ضوابطی / شعبہ جاتی پالیسیوں اور طریقوں میں اصلاحات کی قیادت کرنے کا مرکزی کردار نہیں دیا گیا۔ اسی طرح آسٹریلیا کے پرڈکٹیوٹی کمیشن (پی س، 2025ء) کی طرح این پی او کو یہ اختیار تفویض نہیں کیا گیا کہ وہ پیداواریت کے تناظر میں قوانین اور شعبہ جاتی پالیسیوں کے متعلق آزادانہ جائزہ تیار کرکے اس ضمن میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو سفارشات پیش کرے۔ حکومت بھی اپنے پالیسی معاملات میں باضابطہ سرکاری انکوائریوں کے لیے این پی او کی خدمات حاصل نہیں کرتی۔ مزید برآں، بہترین عالمی روایات کے برعکس این پی او اور پاکستان دفتر شماریات پیداواریت کی مختلف پیمانوں سے پیمائش کرتے ہیں (جدول 6.4)۔

جدت طرازی اور تحقیق وترقی

جدت طرازی اور تحقیق و ترقی جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، معلومات کی تخلیق، صلاحیتوں اور طریقوں میں بہتری لاکر پیداواریت اور مسابقت میں خاصا اہم کردار ادا کرتی ہے۔[65] تاہم، پاکستان میں پیداواریت کو بڑھانے کے لیے جدت طرازی کے امکانات سے بڑی حد تک استفادہ نہیں کیا جاسکا۔

شکل 6.26: فی کس جی ڈی پی اور تحقیق وترقی کے اخراجات

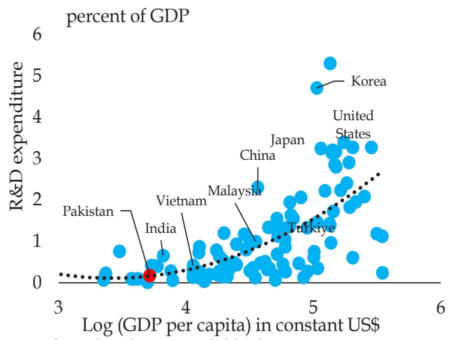

Note: based on latest available data
Source: WB

دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان کا قومی جدت طرازی ایکو سسٹم ابھی ترقی کی ابتدائی منازل طے کر رہا ہے (حق اور دیگر، 2014ء)۔ عالمی جدت طرازی انڈیکس 2024ء میں 133 ممالک میں سے پاکستان کی درجہ بندی 91 ویں نمبر پر ہے، اور جدت طرازی کے مختلف پیمانوں کے لحاظ سے نچلی ترین سطح پر ہے (شکل 6.25)۔ درجہ بندی میں پاکستان کے نچلی سطح پر ہونے میں اہم کردار ادا کرنے والا ایک اہم عامل پاکستان کے

[65] براوو اورٹیگا، سی اور گارسیا مارن، اے (2008ء)۔

تحقیق و ترقی پر سرکاری اخراجات ہیں، جو 2007ء میں جی ڈی پی کے 0.64 سے کم ہو کر 2021ء میں صرف 0.16 فیصد پر آ گئے، اور جدت طرازی کے سرفہرست ممالک سے بہت پیچھے ہیں (**شکل 6.26**)۔

جدت طرازی کے استعمال میں حائل رکاوٹوں کا نتیجہ کمزور جدت پسندی کی حامل پیداوار کی صورت میں نکلتا ہے۔ مثلاً؛ پیٹنٹ، جدت طرازی کا ایک اہم نتیجہ، میں پاکستان کی کارکردگی قابل ذکر حد تک کمزور ہے، اور پاکستان کی جانب سے 2021ء میں 1,000 پیٹنٹ فائل کیے گئے، جبکہ بھارت نے 61,500 اور جنوبی کوریا کی جانب سے 238,000 سے زائد پیٹنٹ فائل کیے گئے (عالمی بینک، تاریخ دستیاب نہیں)۔[66] یہ نتائج پاکستان کی مسابقت کو بڑھانے کے لیے جدت طرازی اور تحقیق و ترقی میں مضبوط سرمایہ کاری کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ فرم کی سطح کے ڈیٹا سے بھی اس بات کی عکاسی ہوتی ہے۔ پاکستانی فرموں نے خود سے جدت طرازی کی جو شرح درج کی ہے وہ قابل ذکر حد تک علاقائی اور عالمی نشانیوں کے مقابلے میں خاصی کم ہے (**جدول 6.5**)۔

پاکستان میں جدت طرازی کے ایکو سسٹم کو درپیش متعدد چیلنجز اسے کمزور کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ پہلا، وسیع پیمانے پر غیر پیداواری سرگرمیاں ہیں، جو فرموں کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ جدت طرازی پر مبنی مصنوعات اور طریقے اختیار کیے بغیر اپنے منافع کو بڑھا لیں (محمود، 2014ء)۔ زراعانت اور حفاظتی پالیسیوں نے مسابقت کو متاثر کیا ہے، جس سے تحقیق اور ترقی اور جدت طرازی کی مزید حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ فرمیں اکثر جدت طرازی کے لیے دیے گئے زراعانت کو عملدرآمد اور نگرانی کے کمزور طریقہ کار کے حالات میں آپریشنل لاگتوں اور غیر پیداواری سرگرمیوں میں استعمال کرتی ہیں۔ مزید برآں، زراعانت مسابقتی دباؤ کم کر کے فرموں کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تحقیق و ترقی کی آزادانہ کوششوں میں سرمایہ کاری کے بجائے مالی اعانت پر انحصار کریں (وادھو اور چوہدری، 2018ء)۔

یہ رجحان ٹیکسٹائل کے شعبے میں بھی نمایاں ہے، کیونکہ یہ شعبہ 'برآمدات سے سیکھنے' کے امکانات رکھتا ہے۔ صنعتی زراعانت کا سب سے بڑا استعمال کنندہ ٹیکسٹائل کا شعبہ ہے جو زراعانت کو بنیادی طور پر

جدول 6.5: عالمی بینک انٹرپرائز سرویز 2022ء: فرموں میں تحقیق و ترقی اور جدت طرازی

فرموں کا فیصد

	پاکستان	جنوبی ایشیا کی اوسط	عالمی اوسط
جس نے گذشتہ تین برسوں میں کوئی **نئی پروڈکٹ / خدمت** متعارف کرائی	3.3	15.4	31.8
جس کی نئی پروڈکٹ / خدمت **اہم مارکیٹ کے لیے بھی نئی ہے**	0	36.4	64.4
جس نے گذشتہ تین برسوں میں **جدت طرازی کا پروسیس** متعارف کرایا	1.5	14.7	22.2
جس نے گذشتہ مالی سالوں میں **تحقیق و ترقی پر خرچ** کیا	2.3	6.8	17.9
جس نے گذشتہ تین برسوں میں **نئی پروڈکٹ / خدمت اور پروسیس** متعارف کرایا اور گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں **تحقیق و ترقی پر خرچ** کیا (علاوہ چھوٹی فرمیں)	0.1	3.5	7.7
بین الاقوامی تسلیم شدہ **معیار کی توثیق**	19.6	11.8	13.5
ایسی ٹیکنالوجی کا استعمال جسے بیرونی کمپنیوں نے لائسنس دیا ہو	4.9	5.2	14.5
اپنی ویب سائٹ رکھنا	48.8	42.3	57.7

ماخذ: عالمی بینک (2022ء ب)

[66] عالمی بینک (تاریخ دستیاب نہیں)۔ عالمی ترقی کے اظہاریے، عالمی بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

باضابطہ تحقیق اور ترقی کے بجائے منڈیوں میں موجودہ مصنوعات کی فروخت کو بڑھانے کے لیے استعمال میں لاتا ہے۔ ٹیکسٹائل فرموں نے اپنی زیادہ توجہ مشینری، آلات اور سافٹ ویئر کے حصول پر مرکوز رکھی ہے، جس سے باضابطہ تحقیق اور ترقی کے بجائے منسلک ٹیکنالوجی پر انحصار کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس سے جدت طرازی یا منڈیوں کو متنوع بنانے کی کوششوں، جو تحقیق اور ترقی کے اخراجات کا زیادہ مؤثر استعمال ہے، کے بجائے موجودہ مصنوعات کی پیداوار کو برقرار رکھنے کی عکاسی ہوتی ہے۔[67]

دانشورانہ املاک کے حقوق کا کمزور نظام بھی ان فرموں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جو جدت طرازی چاہتی ہیں۔ مضبوط قانونی تحفظ کی غیر موجودگی ، اور نقالی اور دانشورانہ املاک کی چوری کے خطرے کے باعث تحقیق اور ترقی میں سرمایہ کاری پر متوقع منافع کم ہو جاتا ہے۔ تحفظ کا یہ فقدان خاص طور پر جاذبِ معلومات شعبوں جیسے دواسازی، ٹیکسٹائل اور آئی ٹی کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، کیونکہ فرمیں تحقیق اور مصنوعات کی ترقی کے لیے وسائل مختص کرنے سے ہچکچاتی ہیں (ایچ ای سی؛ اعجاز، 2024ء)۔[68]

تیسرا، سرکاری محصولات کی کم سطح کے باعث سرکاری شعبے کے تحقیق اور ترقی کے اخراجات محدود رہتے ہیں (**سیکشن 6.3**)۔ نجی شعبہ محدود اندرونی فنڈز اور بیرونی قرضوں کے ساتھ جدوجہد کرتا ہے۔ ایک جانب حکومتی ترغیبات تحقیق اور ترقی اور جدت طرازی سے منسلک نہیں ہیں، کیونکہ موجودہ مالیاتی ترغیبات میں ملکی تحقیق اور ترقی کے بجائے ٹیکنالوجی کی درآمدات کو ترجیحی حیثیت دی گئی ہے۔ مثلاً، علاقائی حریف ممالک تحقیق اور ترقی کے لیے ٹیکس میں چھوٹ یا زراعانت کی پیشکش کرتے ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں پاکستان کی ترغیبات تحقیق اور ترقی پر اخراجات سے منسلک نہیں ہیں۔ دوسری جانب، فرموں کو قرضوں اور دیگر فنڈنگ میں مسائل درپیش رہتے ہیں، اور تحقیق اور ترقی کے معاملے میں یہ زیادہ شدید ہو جاتے ہیں۔ قرضوں تک محدود رسائی رکھنے والی چھوٹے اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز (ایس ایم ایز) کو جدت طرازی اور تحقیق و ترقی کے حوالے سے زیادہ شدید مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[69]

چوتھا، ملک میں معلوماتی روابط محدود ہیں۔ قابلیت کے حامل اہلکاروں کی کمی، نئی ٹیکنالوجیوں کے متعلق ناکافی معلومات اور مارکیٹ کے بارے میں محدود علم جدت طرازی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ تعلیمی ماہرین کے ساتھ اشتراک میں کمی کا نتیجہ غیر مربوط تحقیق کی صورت میں نکلتا ہے، جو ایک متفقہ سمت فراہم کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ مزید برآں، تعلیمی شعبے اور صنعت کے درمیان کمزور اشتراک کے سبب تعلیم کے شعبے میں ہونے والی تحقیق صنعتی ضروریات سے غیر ہم آہنگ ہوتی ہے۔ نتیجتاً، یونی ورسٹیاں اپنے تحقیقی نتائج کو کمرشلائز کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ تعلیمی اداروں میں کمرشلائزیشن کی پالیسیاں موجود نہیں ہیں یا ضرورت سے زیادہ سخت ہیں، جبکہ کمرشلائزیشن کی کوششوں کے ذمہ دار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ڈویلپمنٹ کارپوریشن جیسے سرکاری اداروں میں بھی مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے۔[70]

[67] ڈی فیور اور دیگر (2020ء)؛ وادھو، ڈبلیو اور چوہدری (2018ء)۔

[68] ایچ ای سی (2022ء)؛ اعجاز، ایس (2024ء)۔

[69] اعجاز، ایس (2024ء)؛ پاشا (2022ء)؛ ایف بی آر (تاریخ دستیاب نہیں)؛ افضل اور دیگر (2012ء)؛ وادھو، ڈبلیو اور چوہدری، اے (2018ء)۔

[70] وادھو، ڈبلیو اور چوہدری، اے (2018ء)؛ افضل اور دیگر (2012ء)؛ ایچ ای سی (2022ء)؛ نقوی آئی بی (2011ء)۔

پانچواں، پاکستان میں انتظامی طور طریقے عالمی معیارات کے مقابلے میں خاصے کم معیار کے حامل ہیں۔ مثلاً، چوہدری اور دیگر (2018ء) کی تحقیق کے مطابق اہم پیمانوں کے جدید مینجمنٹ کے نشانیوں کے مقابلے میں ایک اوسط پاکستانی فرم کا اسکور کافی کم ہے۔ ان پیمانوں میں ساختی مینجمنٹ کے طریقے، ڈیٹا پر مبنی کارکردگی کی نگرانی کے طریقے اور ترغیبات پر مبنی ہدف کا تعین شامل ہیں۔ اسی طرح، فرموں میں ترغیبات میں غیر ہم آہنگی پائی جاتی ہے جو ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کے عمل کو سست کر دیتا ہے۔ مثلاً، اٹکن اور دیگر (2017ء) کی جانب سے پاکستان کی فٹ بال برآمد کرنے والی فرموں پر تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملازمین کو فضلہ کم کرنے یا نئی ٹیکنالوجیوں کو اپنانے کا اختیار نہیں ہے۔

مادی اور ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر

اجتماعی، شعبہ جاتی اور فرم کی سطحوں پر پیداواریت کو بڑھانے کے لیے ایک ترقی یافتہ مادی اور ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر کی موجودگی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے ایک جانب لاگتوں میں کمی ہو سکتی ہے، لوگوں اور مصنوعات کی مادی نقل و حرکت اور بقیہ دنیا کے ساتھ معیشت کو مربوط بنانے میں مدد ملتی ہے۔ دوسری جانب، اس سے ٹیکنالوجی میں جدت طرازی کو فروغ، بہترین عامل میں رقوم مختص کرنے اور کفایت حجم (economies of scale)[71] کے حصول میں مدد ملتی ہے۔ سرکاری انفرااسٹرکچر پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس ذیلی سیکشن میں پاکستان کے مادی اور ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر[72] کی صورت حال کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔

مادی انفرااسٹرکچر

مادی انفرااسٹرکچر کی صورت حال کا تجزیہ تین کلیدی مربوط عوامل سے کیا جا سکتا ہے: یوٹیلیٹیز، تجارت اور نقل و حمل، اور شہری انفرااسٹرکچر۔ ان کے پیداواری لاگت، تقسیم اور اس مجموعی ماحول پر اثرات مرتب ہوتے ہیں جو انسانی سرمائے کو متوجہ کرنے اور اس کا معیار برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

شکل 6.27: نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ*

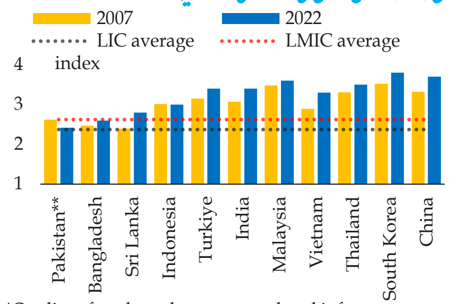

*Quality of trade and transport-related infrastructure (1=low to 5=high); **latest data for Pakistan was available as of 2018
Source: WB

یوٹیلیٹیز کے لحاظ سے پاکستان کو 2007ء اور 2011ء کے دوران بجلی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا تھا (تاؤ اور دیگر، 2022ء)۔ بجلی کے شعبے میں حالیہ سرمایہ کاریوں نے بجلی کی پیداوار کے انفرااسٹرکچر میں فرق ختم کر دیا ہے۔[73] تاہم، متعدد عوامل کی وجہ سے گذشتہ چند برسوں کے دوران بجلی کی لاگت میں اضافہ ہو چکا ہے، جن میں تقسیم میں نقائص، ایندھن کا مہنگا آمیزہ اور بلند کیپسٹی ادائیگیاں شامل ہیں، جبکہ ترسیل اور تقسیم کے کمزور نظام کی وجہ سے بار بار بجلی کی بندش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی

[71] عارف اور دیگر (2021ء)؛ لوباردا، ایل، اور سوٹیلسک، ڈی (2019ء)؛ جیکوئس آروی سائس، پی، اور لاپوائنٹ، ایس (2022ء)؛ ٹینگ، جے اور زھاو، ایس (2023ء)۔

[72] اگرچہ انفرااسٹرکچر کی ترقی (جیسے سرکاری اور نجی شراکت داری کے ذریعے) میں نجی شعبے کے کردار میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن پھر بھی انفرااسٹرکچر میں سرکاری شعبے کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے، اخراجات اور اس کے نظم و نسق دونوں حوالے سے، قابل بھروسہ انفرااسٹرکچر کے وسیع مثبت اثرات کے پیش نظر۔ ماخذ: عالمی بینک (2005ء)

[73] وزارت خزانہ (2024ء)۔

طرح، 2008ء سے ملک میں گیس کی قلت کا آغاز ہوا، جسے پورا کرنے کے لیے لوڈ مینجمنٹ اور ایل این جی کی درآمدات، جس کے لیے حکومت نے بنیادی انفراسٹرکچر تعمیر کیا ہے، پر انحصار بڑھتا جا رہا ہے۔ تاہم، قیمتوں کے نامناسب تعین اور نظم ونسق کے مسائل کی وجہ سے ایل این جی درآمدات کی لاگت بلند رہتی ہے (ایس بی پی، 2021ء ب، اور 2024ء)۔

تجارتی اور نقل وحمل کے انفراسٹرکچر کے لحاظ سے ملک کے انفراسٹرکچر کا معیار نہ صرف حریف ممالک کے مقابلے میں کم ہے، بلکہ گذشتہ کچھ برسوں کے دوران اس میں بگاڑ آیا ہے (**شکل 6.27**)۔ پاکستان کے پاس ایک وسیع ریلوے نیٹ ورک موجود ہے، لیکن اسے قومی ٹرانسپورٹ نظام کے لازمی جز کے طور پر اپنے امکانات سے مکمل استفادے میں مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ اسے طویل مدتی کم سرمایہ کاری اور پالیسی توجہ کے مکمل فقدان سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً، ملک بھر میں بیشتر بھاری مقدار اور کنٹینر کارگو سڑکوں کے ذریعے بھیجا جاتا ہے، جبکہ اندرون شہر اور شہروں کے درمیان پبلک ٹرانسپورٹ کا بھاری دارومدار بھی روڈ ٹرانسپورٹ پر ہے۔ اس سے معیشت میں نقائص پیدا ہوتے ہیں اور شہری انفراسٹرکچر پر غیر ضروری بوجھ پڑتا ہے۔

پاکستان میں سڑکوں سے نقل وحمل کا شعبہ بھی تقسیم کا شکار ہے۔ نقل و حمل اور روڈ پر مال برداری کی بیشتر کمپنیاں مالک آپریٹر کاروباری اداروں کے طور پر آپریٹ کرتی ہیں، جن کے ڈرائیور مناسب تربیت نہیں رکھتے۔ مزید بر آں، زیر استعمال گاڑیاں پرانی ہیں اور گاڑیوں کی توثیق کے بین الاقوامی معیارات پر پورا نہیں اترتیں، جس کی وجہ سے وہ جدید رسدی زنجیر کے تقاضوں پورے کرنے سے قاصر ہیں۔ اسی طرح، ہوابازی کے شعبے میں بھی ہوائی اڈوں کو عالمی رسدی زنجیر کے معیارات پورے کرنے میں خاصے چیلنجوں کا سامنا ہے جس کا سبب تحفظ کی پالیسیاں، ٹیکسوں کی بلند سطح، مال برداری کے بلند چارجز اور ہوائی اڈوں پر کارگو کی نامناسب سہولتیں ہیں۔[74]

جہاں تک بندرگاہوں کے انفراسٹرکچر کا تعلق ہے تو حالیہ توسیع، جس کے تحت کارگو رکھنے کا اوسط وقت گیارہ دنوں سے کم ہو کر 6 دن تک رہ گیا ہے، سے قطع نظر کئی مسائل پیداواریت محدود کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں کسٹم کلیئرنس میں تاخیر، ذخائر جمع ہونا، مؤثر ریلوے لنک کی کمی اور گودام اور سردخانوں کی ناپختہ سہولتیں، جس سے نہ صرف لاگتیں بڑھ جاتی ہیں، بلکہ اس کا نتیجہ اشیا کے نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔[75]

اسی طرح شہری انفراسٹرکچر—جو مستعد ٹرانسپورٹیشن اور مواصلات، اور فرموں کے اتحاد کے جمع ہونے کی صورت میں معلومات کے پھیلاؤ کے ذریعے پیداواریت پر اثرانداز ہوتا ہے—خراب منصوبہ بندی اور کم سرمایہ کاری دونوں وجوہات کی بنا پر زائد بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ شہری آبادی کا درست تخمینہ لگانے میں درپیش مشکلات نے نامناسب منصوبہ بندی میں کردار ادا کیا ہے، جبکہ تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی سہولتوں میں بڑے فرق کے باوجود شہر کاری کے رجحانات چند بڑے شہروں تک مرتکز ہیں۔ مزید بر آں، پانی، صفائی اور فضلے کے انتظام سمیت سرکاری ملکیت میں یوٹیلٹی اداروں کی جانب سے لاگت وصول کرنے کی خراب صورت حال کا نتیجہ شہری انفراسٹرکچر میں بگاڑ کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ کچھ بڑے شہروں کے بہت مہنگے علاقوں کے علاوہ دیگر علاقوں میں مکانات کی ناکافی اور غیر معیاری سہولتیں افرادی قوت کو متوجہ کرنے

[74] وزارت کامرس (2020ء)۔

[75] مثلاً، بڑی حد تک ریلوے اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں پر ناموجود کولڈ اسٹوریج کی زنجیروں کے سبب تلف پذیر اشیا کے تقریباً 40 فیصد نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ ماخذ: وزارت کامرس (2020ء)۔

شکل 6.28: انٹرنیٹ اختیار کرنا اور تحفظ

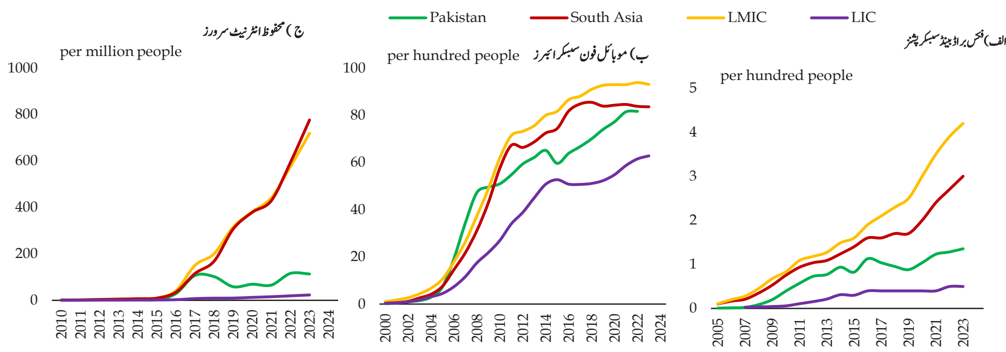

Source: Haver Analytics

اور برقرار رکھنے کے راستے میں حائل ایک اور رکاوٹ ہے (اے ڈی بی، 2024ء؛ حق، 2015ء)۔

ڈجیٹل انفراسٹرکچر

ملک بھر میں مختلف اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ اشتراک، ڈجیٹل انفراسٹرکچر کا نظم و نسق، ڈجیٹل پبلک انفراسٹرکچر (ڈی پی آئی) کی حساس نوعیت اور آئی سی ٹی اشیا اور خدمات کے سب سے بڑے خریداروں میں سے ایک کی حیثیت سے ڈجیٹلائزیشن کو ترقی دینے میں اس کی اہمیت کی بدولت ریاست ڈجیٹل انفراسٹرکچر میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ ان میں سب سے اہم ڈی پی آئی ہے کیونکہ یہ ان ڈجیٹل خدمات کے بنیادی ستون کے طور پر کام کرتا ہے جس سے جدت طرازی، مسابقت اور پیداواریت کو فروغ ملتا ہے۔ ڈی پی آئی کے اہم اجزا میں ڈجیٹل شناخت، ڈجیٹل ادائیگیاں اور ڈیٹا کا تبادلہ شامل ہوتا ہے، جبکہ کچھ توسیع شدہ تعریفوں میں ڈجیٹل پوسٹ اور بنیادی حکومتی ڈیٹا کی رجسٹریز بھی شامل ہیں (عالمی بینک، 2024ء؛ او ای سی ڈی، 2024ء۔)

ڈی پی آئی ایک ساز گار ڈجیٹل مداخلت ہے جس سے ممالک کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی ترقی اور پیداواریت کی نمو بڑھا کر اپنے حریف ممالک سے آگے نکل سکیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ڈی پی آئی سرچ کی لاگت، مواد کے اعادے کو کم کر دیتا ہے، اور استعمال کنندگان کے تجربات اور سروس کی فراہمی میں بہتری لاتا ہے، اور مختلف نظاموں سے یکجائی، شمولیت، وسعت پذیری، لچکداری اور جدت طرازی کو بڑھاتا ہے (او ای سی ڈی، 2024ء)۔ اس سے حکومتی کارکردگی بھی بڑھتی ہے جبکہ نجی شعبے کو موقع ملتا ہے کہ وہ ڈجیٹل پبلک اشیا (یعنی اوپن سورس ڈی پی آئی سے) سے منسلک ڈیٹا اور انفراسٹرکچرز سے منسلک ہو سکیں۔

پاکستان نے ڈی پی آئی ایکو سسٹم کو تخلیق کرنے کے سلسلے میں کئی اہم اقدامات کیے ہیں۔ اس پیش رفت کو نادرا کی جانب سے بایو میٹرک توثیق کے ساتھ ڈجیٹل شناخت اور اسٹیٹ بینک کے راست کی شکل میں ڈجیٹل ادائیگی کے پلیٹ فارم سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کلاؤڈ فرسٹ پالیسی (سی ایف پی) 2022ء اور ڈجیٹل نیشن ایکٹ 2024ء بھی اس ضمن میں

قابل ذکر پیش رفتیں ہیں۔[76] تاہم یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ ڈجیٹل شناخت اور ڈجیٹل ادائیگی میں ہونے والی پیش رفت اور ڈی پی آئی کی اسٹریمز میں ہم آہنگی موجود ہو جیسے ڈیٹا کا تبادلہ، تاکہ نظاموں کی یکجائی پر مبنی ڈجیٹل ماحول کو قابل عمل بنایا جاسکے۔ لہٰذا، سی ایف پی، ڈی این اے کے نفاذ کے ساتھ معاون ڈجیٹل انفراسٹرکچر انتہائی اہمیت کا حامل ہے، خصوصاً ویب 3.0 جیسے ابھرتے ہوئے رجحانات سے مکمل استفادے کے لیے یہ ضروری ہے۔[77]

ملک میں ڈجیٹل نظام اختیار کرنے کو وسعت دینے کے لیے متفقہ کوششوں کی بھی ضرورت ہے۔ ڈجیٹل نظام سے وابستگی کو توسیع دینے والے اہم عوامل میں ڈجیٹل خواندگی، حفاظت، رازداری اور اعتماد شامل ہیں۔[78] اس ضمن میں پاکستان میں موبائل فون سبسکرپشن خطے کی دیگر حریف معیشتوں کے برابر ہے، تاہم انٹرنیٹ تک رسائی اور اختیار کرنے کے حوالے سے یہ پیچھے ہے (**شکل 6.28 الف اور شکل 6.28 ب**)۔ دیہی اور خواتین کی آبادی کے لحاظ سے یہ فرق کافی زیادہ ہے۔[79]

ڈی پی آئی صرف ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری تک محدود نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ نظاموں پر عوامی اعتماد اور بھروسا ہو، اور خصوصاً یہ آئی ٹی کی صنعتوں میں توسیع کا باعث بن سکے۔ یہ ممکن بنانے کے لیے حکومتوں کو چاہیے کہ وہ فریقوں سے بات چیت کریں، رازداری اور سائبر سیکورٹی کے سخت ترین حفاظتی معیارات تخلیق کیے جائیں اور بنیادی ڈجیٹل خدمات کے قابلِ بھروسا اور قابلِ پیش گوئی ہونے کو یقینی بنایا جائے۔ محفوظ انٹرنیٹ سرورز میں حریف ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی خراب کارکردگی سے کم ترقی یافتہ سائبر سیکورٹی حفاظتی دیواروں کی نشاندہی ہوتی ہے (**شکل 6.28 ج**)۔ اسی طرح، اسپیڈ ٹیسٹ گلوبل انڈیکس برائے براڈ بینڈ (151 ممالک میں سے 141 ویں نمبر پر) اور موبائل انٹرنیٹ (110 ممالک میں سے 99 ویں نمبر پر) میں پاکستان کی نچلے درجے پر موجودگی کے علاوہ انٹرنیٹ کا اکثر و بیشتر سست اور بند ہو جانا ڈجیٹل ذرائع کو اختیار کرنے میں پیش رفت کا اثر زائل کردیتا ہے اور نتیجتاً ڈجیٹل قوم بننے کے حکومتی مقاصد میں رکاوٹ ہے۔

6.5 اختتامی کلمات

گذشتہ چند دہائیوں کے دوران پاکستان کی پیداواریت میں مسلسل پست نمو ملک میں تیزی اور مندی کے چکروں کے اعادے، یعنی کمزور اور ناپائیدار معاشی نمو، اور بار بار ادائیگیوں کے توازن کے بحران کی اہم وجوہات میں سے ایک ہے۔ یہ بات پیداواریت کے تمام اہم اظہاریوں سے عیاں ہے: سست ساختی تبدیلی کے حالات میں افرادی قوت کی پیداواریت اور ٹی ایف پی نمو کی پست سطح۔ یہ صورت حال شعبہ جاتی سطح کے اظہاریوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے جیسے پانی اور توانائی کی کم پیداواریت، پست زرعی یافتیں اور فرم کی سطح پر کمزور پیداواریت۔

اس کا اہم سبب یہ ہے کہ مسابقت کے حصول کے لیے پاکستان نے اپنی توجہ طویل راستے یعنی پیداواریت کی نمو کے بجائے مختصر راستے پر مرکوز رکھی ہے۔ مثلاً، بیرونی سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے لیے بار بار ٹیکسوں میں کٹوتی کی جاتی ہے، تاہم مجموعی ٹیکس ماحول پیچیدہ ہونے کے ساتھ مؤثر ٹیکسوں کی شرح بلند ہے جو پیداواریت کی نمو کو نقصان

[76] سی ایف پی میں سرکاری شعبے کے لیے کلاؤڈ پر مبنی انفراسٹرکچر کو ترجیحی حیثیت دی گئی ہے، جبکہ ڈی این اے ڈجیٹل تبدیلی لانے کے لیے "نیشنل ڈجیٹل ماسٹر پلان" تخلیق کرتا ہے، جس میں ڈی پی آئی اور ڈیٹا کے تبادلے کے لیے مخصوص سہولتیں دی جاتی ہیں۔

[77] ویب 3.0 ورلڈ وائیڈ ویب کے اگلے مرحلے کو ظاہر کرتا ہے جو ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجی پر مبنی ہے، جیسے بلاک چین، ڈجیٹل کرنسی، مصنوعی ذہانت، نان فنجائبل ٹوکنز۔ ماخذ: او آئی سی سی آئی (2022ء)۔

[78] یو این ڈی پی (2024ء)؛ او ای سی ڈی (2024ء)۔

[79] پاشا (2024ء)؛ او ای سی ڈی (2024ء)۔

پہنچاتی ہے۔ اسی طرح، زراعانت یافتہ قرضوں، بجلی اور گیس پر اضافی پالیسی توجہ مرتکز رہی ہے، جبکہ قرضوں کی سرایت یا طویل مدت میں یوٹیلیٹی اشیا کی سستی اور بلاتعطل فراہمی یقینی بنانے پر مناسب دھیان نہیں دیا گیا۔

مزید برآں، اپنے حریف ممالک کے مقابلے میں پاکستان نے انسانی سرمائے، جدت طرازی اور تحقیق و ترقی اور انفراسٹرکچر میں ضرورت سے کم سرمایہ کاری کی ہے جو پیداواریت کی نمو کے کلیدی محرکات ہیں۔ خصوصاً، پاکستان پرائمری تعلیم میں اندراج کی کم شرح کے باعث اپنے انسانی سرمائے کو بہتر بنانے سے قاصر رہا ہے جو ٹیکنالوجی کو جذب کرنے کے لیے درکار انسانی سرمائے کی مہارتوں میں اضافے کے حصول کی جانب پہلا قدم ہے۔ صحت عامہ کی خراب صورت حال بھی انسانی سرمائے پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ مزید برآں، ملک کے ادارے کمزور ہیں اور گذشتہ دو دہائیوں کے دوران دراصل ان میں بگاڑ آیا ہے۔ اس کی وجوہات میں مجموعی مناسب مسابقت کا فقدان، بے ضابطگی کی بلند سطح اور ٹیکس چوری شامل ہیں، جو فرموں کو پیداواریت اور بہتر کارکردگی کے فوائد، جیسے جدت طرازی اور تحقیق و ترقی، سے استفادے کی ترغیب نہیں دیتے۔

نتیجتاً، اپنے مختلف حریف ممالک کے برعکس پاکستان ترقی کرنے اور دنیا بھر میں زیادہ پیداواری اور تیزی سے ترقی کرتی معیشتوں کے برابر نہیں پہنچ سکا۔ دراصل، جیسا کہ پچھلے سیکشنوں میں دکھایا گیا ہے، پاکستان نہ صرف اپنے علاقائی اور آمدنی کی سطح کے حریف ممالک (ایل ایم آئی سی) سے پیچھے ہے بلکہ کئی اظہاریوں کے لحاظ سے وہ کم آمدنی والے ممالک (ایل آئی سی) سے بھی پیچھے ہے۔

یہ صورت حال بدلنے کے لیے پاکستان کو پیداواریت کی نمو کی راہ پر گامزن ہونا ہو گا۔ اس کی خاطر پیداواریت کی نمو میں رکاوٹ بننے والے چیلنجوں کو حل کرنے کے لیے جامع اصلاحات کی ضرورت ہو گی، جن میں قرضے مختص کرنا، ٹیکس کاری اور تجارتی پالیسی شامل ہیں۔ مزید برآں، سازگار کاروباری ماحول ایک بنیادی شرط ہے، خصوصاً سرمایہ کاری کو بڑھانے کے لیے۔ اس تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حقیقت کا ادراک کیا جائے کہ محض سفارت کاری کے ذریعے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کو متوجہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی عکاسی ون بیلٹ ون روڈ پروجیکٹ سے پہلے اور بعد میں حریف ممالک میں ہونے والی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے مقابلے میں چین سے پاکستان کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد میں قدرے کم نمو سے ہوتی ہے۔ پیداواریت بیرونی سرمایہ کاروں کو متوجہ کرنے میں اتنی ہی کلیدی حیثیت رکھتی ہے، جتنی کہ بلند معیار کی افرادی قوت اور مضبوط ادارے۔

جہاں تک افرادی قوت کا تعلق ہے تو پاکستان میں انسانی سرمائے کی کم ترقی اس پر ہنگامی توجہ کی متقاضی ہے، کیونکہ یہ نہ صرف ملک میں پیداواریت کی موجودہ سطح اور معاشی مسابقت کو متاثر کرتی ہے بلکہ آگے چل کر بھی مسلسل دشواریاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ مزید برآں، توقع ہے کہ مشین لرننگ اور مصنوعی ذہانت میں ہونے والی ترقی پرانی ٹیکنالوجی اور مکرر انتظامی فرائض کے متروک ہونے پر منتج ہو گی۔ ان عوامل کے علاوہ گریجویٹس اور پیشہ ور ماہرین کی پہلے سے کم تعداد کے باوجود معیشت سے ذہین افرادی قوت کا بیرون ملک چلے جانا پاکستان میں انسانی سرمائے کو درپیش ایک سخت چیلنج ہے (**باکس 2.2**)۔ یہ چیلنجز تعلیم اور صحت کے شعبے میں بڑی اور ہنگامی سرمایہ کاریوں کے متقاضی ہیں تاکہ انسانی سرمائے کی دستیابی اور معیار میں بہتری لائی جا سکے۔

آخر میں، پیداواریت کی نمو یقینی بنانے کی خاطر پاکستان کو عمل پیرا ہونے کے لیے درکار کثیر جہتی نوعیت کی اقتصادی اصلاحات کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف کیا جائے کہ کوئی ایک ادارہ یا کمپنی اس مطلوبہ مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اگرچہ بہترین عالمی روایات کی روشنی میں نیشنل پروڈکٹیویٹی آرگنائزیشن جیسے مرکزی ادارے کا کردار ضروری ہے، تاہم جو کام ہمیں کرنا ہے اس کے لیے حکومت کی تینوں سطحوں پر مبنی مجموعی حکومتی طرز فکر کو اختیار کرنا اور طویل مدت میں مربوط کوششیں ضروری ہیں۔

باکس 6.1: پاکستان میں ساختی تبدیلی (ایس ٹی) کے محرکات[80]*

ساختی تبدیلی افرادی قوت کی زراعت سے مینوفیکچرنگ اور خدمات پر منتقلی کے ساتھ جدید، بلند ٹیکنالوجی والی برآمدات اور مینوفیکچرنگ کے ترقی یافتہ طریقوں کی سمت پیش رفت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ساختی تبدیلی بنیادی طور پر وسائل کو بلند قدر اضافی اور بلند پیداواریت کے استعمال کے لیے مختص کر کے طویل مدتی معاشی نمو کے حصول کو کہتے ہیں۔ پاکستان میں کمزور تبدیلی کی وجوہات کو ساختی تبدیلی کے تینوں محرکات، پیداواریت کا فرق، عالمگیریت، اور طلب کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہے۔[81]

پیداواریت کا فرق: جب زراعت میں پیداواریت کی نمو، جیسے یافتوں میں بہتری کے ذریعے، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں سے تجاوز کر جاتی ہے تو یہ زراعت میں کارکنوں کی اضافی طلب میں کمی پر منتج ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے افرادی قوت ان مذکورہ شعبوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ زرعی پیداواریت کے رجحانات، زراعت سے ہجرت اور جن شعبوں کو افرادی قوت منتقل ہو رہی ہے ان کے اجزائے ترکیبی ان اہم اظہاریوں میں شامل ہیں جن سے اس بات کی جانچ کی جاسکتی ہے کہ آیا پیداواریت کا فرق کسی معیشت میں ساختی تبدیلی کا محرک بن رہا ہے یا نہیں۔[82]

اس بات کی روشنی میں اندرونِ شعبہ پیداواریت میں کم شعبہ جاتی بہتری پاکستان میں افرادی قوت کی پیداواریت کی نمو کو نہ صرف محدود کر دیتی ہے، بلکہ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ افرادی قوت بلند نمو کی حامل صنعتوں (یعنی مینوفیکچرنگ) کا رخ کرنے کے بجائے کم پیداواریت والے شعبوں (یعنی زراعت) میں پھنسی رہتی ہے۔ اگرچہ، پاکستان میں روزگار میں زراعت کے حصے میں 1990ء کی دہائی سے سے کمی آچکی ہے، تاہم یہ کمی حریف ممالک کے مقابلے میں کم ہے (**شکل 6.1.1**)۔ پاکستان کی افرادی قوت کا سب سے بڑا حصہ بدستور زرعی شعبے میں روزگار سے وابستہ ہے۔ یہ سب سے کم پیداواریت کا حامل شعبہ بھی ہے، جس میں علاقائی حریف ممالک کے مقابلے میں فی کارکن پیداواریت نچلی سطح پر ہے۔[83]

زراعت اور غیر زرعی شعبوں کے درمیان اجرتوں اور پیداواریت کا فرق کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کی زراعت سے صنعت کے شعبے کو ہجرت کی حوصلہ افزائی کے لیے ناکافی ہے۔ جغرافیائی حدود، سماجی نیٹ ورکس کا نقصان، ناقص سوشل سیکورٹی اور جن شہری علاقوں میں صنعتیں واقع ہیں، وہاں رہنے کی بلند لاگت بھی کسانوں کو پیداواریت کے حامل صنعتی شعبوں کا رخ کرنے سے روکنے کی وجوہات میں شامل ہیں۔[84]

---

[80] اس باکس میں ساختی تبدیلی پر جامع فریم ورک کے باعث سین، کے (2023ء) سے خاصا استفادہ کیا گیا ہے۔ شعبہ جاتی تبدیلیوں، اور پاکستان جیسی ترقی پذیر ساختی لحاظ سے ترقی پذیر معیشتوں میں پیداواریت کے محرکات پر ان کا تجزیہ خاص طور پر مفید ہے۔

[81] شرما اور دیگر (2019ء)۔

[82] سین، کے (2023ء)۔

[83] شعبہ جاتی روزگار میں تبدیلی وقت گزرنے کے ساتھ کسی معیشت کی ساختی تبدیلی کے اظہاریے کا کام انجام دیتی ہے۔

[84] پیرزادہ اور دیگر (2024ء)؛ کنول اور دیگر (2015ء)؛ این پی او (تاریخ دستیاب نہیں)۔

مزید برآں، 1990ء تا 2018ء کے دوران افرادی قوت کی منتقلی کے بڑے حصے کا رخ قدرے کم پیداواریت کے حامل شعبوں کی سمت رہا ہے۔ خصوصاً، پاکستان میں افرادی قوت کی اکثریت نے تعمیرات، رئیل اسٹیٹ، ٹرانسپورٹ اور تھوک و خردہ تجارت جیسے بے ضابطہ اور ناقابل تجارت شعبوں کا رخ کیا ہے، جن کی پیداواریت میں بہتری لانے کے امکانات مینوفیکچرنگ، کاروباری خدمات یا مالی خدمات کے مقابلے میں محدود ہیں (**شکل 6.1.2 الف اور ب**)۔ اس کے مقابلے میں ویت نام اور چین جیسی مشرقی ایشیا کی معیشتوں نے افرادی قوت کی زراعت سے بلند پیداواریت کے حامل مینوفیکچرنگ اور برآمدی نوعیت کی خدمات کے شعبوں کو ہجرت میں سہولت دی ہے، جو طویل مدتی نمو کا باعث بنتے ہیں۔[85]

شکل 6.1.1: ساختی تبدیلی کے اہم پیمانے

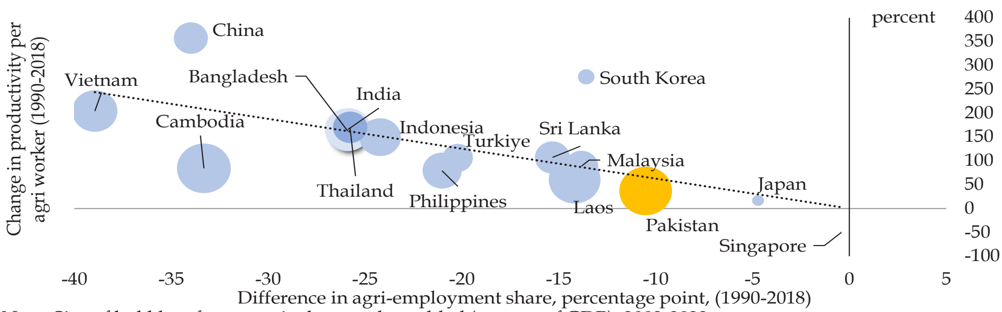

Note: Size of bubble refers to agriculture, value-added (percent of GDP), 2002-2022

Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER Economic Transformation Database and WDI

ساختی تبدیلی کے ساتھ پاکستان کی کشمکش مینوفیکچرنگ کے شعبے کی کمزور کارکردگی کی علامت ہے۔ اس کی وجوہات میں پاکستان کی جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ شعبے کے قدرے کم حصے، معاشی پیچیدگی انڈیکس (ای سی آئی) — جو برآمدی مصنوعات اور مارکیٹ کے تنوع کا پتہ لگاتا ہے — میں نچلے درجے پر ہونے اور مینوفیکچرنگ برآمدات میں بلند ٹیکنالوجی برآمدات کا معمولی حصہ شامل ہیں (**شکل 6.1.3**)۔[86]

شکل 6.1.2: افرادی قوت کی منتقلی اور شعبہ جاتی پیداواریت کے رجحانات

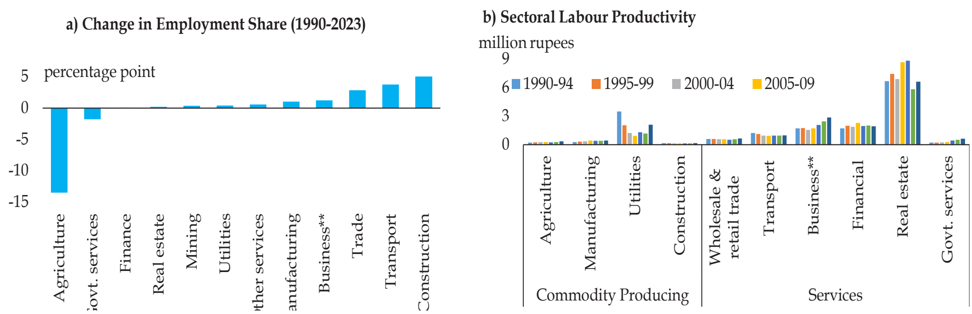

*SBP staff estimation based on value added GDP (UNdata) and sectoral employment (PBS); **Business includes: ICT, professional/scientific activities, and administrative & support activities

Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER ETD, UNdata, and PBS

[85] لی وائے اور زنگ سی (2022ء)؛ ٹس ڈیل، سی اے (2011ء)؛ پیرزادہ اور دیگر (2024ء)۔

[86] ای سی آئی معاشی نمو کی پیش گوئی کا اچھا پیمانہ ہے۔ پاکستان، سری لنکا اور لاؤس جیسے ممالک جن کا ای سی آئی ان کی جی ڈی پی / فی کس کی سطح سے کم ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی معیشتوں کی نمو سست رہے گی۔ ایسے ممالک کے پاس غیر استعمال شدہ پیداواری صلاحیتیں ہیں جو ان کے مستقبل کی نمو میں رکاوٹ بنتے ہیں (جیسے: ہیڈالگو، سی اور ہوزمان، آر (2009ء))۔

شکل 6.1.4: منسلک صنعتوں اور حتمی مراحل میں تبدیلیوں کے ساتھ عالمی رسدی زنجیر میں شرکت

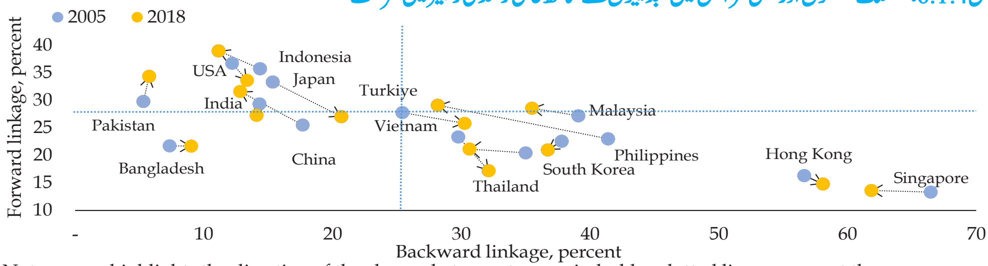

Note: arrow highlights the direction of the change between two periods; blue dotted lines represent the average forward and backward linkages across all countries for the year 2018. **Backward integration**: Foreign Value Added embodied in a country's exports. **Forward integration**: Domestic Value Added of a country embodied in exports of other countries

Source: SBP staff calculations based on UNCTAD-Eora Global Value Chain Database

عالمگیریت: عالمگیریت — جس کی وضاحت تجارتی کھلے پن، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری اور عالمی رسدی زنجیر میں شرکت سے ہوتی ہے — کے ذریعے کارکنوں کی زراعت کے شعبے سے جاذب ٹیکنالوجی مینوفیکچرنگ اور قابلِ تجارت خدمات کو منتقلی میں سہولت مل سکتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مینوفیکچرنگ اہم قابل تجارت شعبہ ہے جس میں بڑے پیمانے پر برآمدی توسیع کے امکانات موجود ہیں، جس کے بعد خدمات کی باری آتی ہے۔[87]

شکل 6.1.3: معاشی پیچیدگی کا درجہ اور قدر اضافی کی حامل مینوفیکچرنگ (جی ڈی پی کا فیصد)

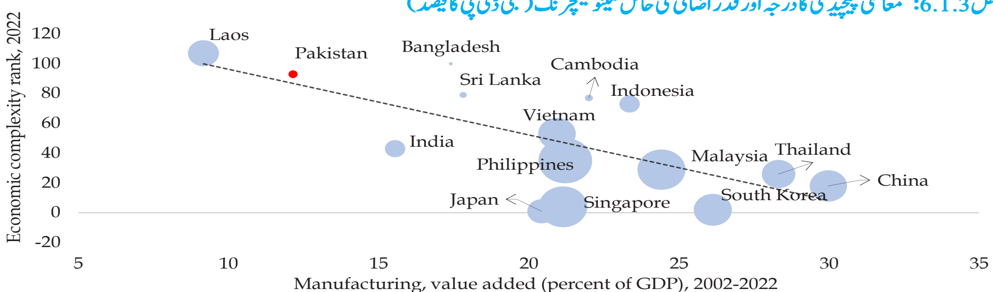

Note: Size of bubble refers to high-technology exports (percent of manufactured exports); countries lower on y-axis are considered more economically complex

Sources: SBP staff calculations based on Atlas of Economic Complexity, and WB

پاکستان میں تجارتی پالیسیوں میں بگاڑ کی ایک طویل تاریخ ہے، جبکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد کمزور رہی ہے (**تفصیلات کے لیے دیکھیے سیکشن 6.3**)۔ مزید برآں، ملک کا عالمی رسدی زنجیر سے ربط محدود ہے اور صنعتوں کے منسلک صنعتوں سے روابط نچلی سطح پر ہیں (**شکل 6.1.4**)۔ اگرچہ عالمی دھچکوں کی وجہ سے 2005ء تا 2018ء کے دوران کچھ معیشتوں کو منسلک صنعتوں سے روابط میں کمی، ملکی رسدی زنجیروں کی طوالت اور خدمات پر مبنی برآمدات[88] کی منتقلی کا سامنا کرنا پڑا تھا، لیکن اس مدت کے درمیان پاکستان کا منسلک صنعتوں سے ربط کمزور رہا جس کی وجوہات میں تجارتی تحفظ کی بلند سطح، کمزور صنعتی اپ گریڈنگ، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی پست سطح، برآمدی تنوع کا فقدان، نقل و حمل میں مسائل اور معاشی عدم استحکام شامل ہیں۔[89]

---

[87] سین، کے (2023ء)۔

[88] ان معیشتوں کی پیچیدہ پیداواری لائنز، خصوصاً عالمی مالی بحرانوں جیسے عالمی دھچکوں کے معاملے میں حساس ہیں، جس نے تجارت کو معطل کر دیا تھا اور عالمی رسدی زنجیر کی سرگرمیاں سکڑ گئی تھیں۔ مزید برآں، صنعت اور ٹیکنالوجی کی ترقی اب عالمی رسدی زنجیروں کے کام کرنے کے طریقوں کو بدل رہی ہے، ملکی رسدی زنجیر کو طویل کر رہی ہے، اور بیرونی خام مال پر انحصار کے بجائے مزید ثانوی پیداوار کے مراحل کی قومی سرحدوں میں تکمیل کو ترجیح دے رہی ہے۔ اسی طرح، کئی معیشتیں خدمات کی برآمدات پر منتقل ہو رہی ہیں، جو اپنی ساخت کے لحاظ سے مینوفیکچرنگ کے مقابلے میں منسلک صنعتوں سے کم روابط کا حامل ہوتا ہے۔ (لی اور دیگر (2019ء))۔

[89] پیرزادہ اور دیگر (2024ء)؛ فریڈرک، ایس اور ڈالی جے (2020ء)۔

منسلک صنعتوں سے کم ربط سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ پاکستان کی برآمدات زیادہ تر عالمی معیشت سے مربوط ہونے کے بجائے ملکی طور پر تیار کیے جانے والے خام مال پر انحصار کرتی ہیں، جو ٹیکنالوجی کے کم نفوذ کا باعث بنتا ہے جبکہ پیداواریت کے فوائد کے امکانات محدود ہوتے ہیں۔ اسی طرح، ملک کے بڑھتے ہوئے اور اوسط سے زائد حتمی مراحل پر انحصار سے بڑی حد تک اس کے خام مال یا کم قدر اضافی کی حامل برآمدات کی عکاسی ہوتی ہے۔ اسی طرح، بحیثیت مجموعی پاکستان نے سستی ثانوی اشیا تک رسائی، اپنی صنعتوں کو اپ گریڈ کرنے کے لیے عالمی رسدی زنجیر سے مؤثر انداز میں استفادہ نہیں کیا ہے، اور اسی لیے ملک کم قدر اضافی کی حامل مصنوعات تک محدود رہا ہے، جو اس کی ساختی تبدیلی کی رفتار سست کرنے کا باعث بنا ہے۔

طلب کے اجزائے ترکیبی: ساختی تبدیلی کے محرک کی حیثیت سے طلب کے اجزائے ترکیبی اس نظریے پر انحصار کرتے ہیں کہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ زرعی اشیا (بیشتر غذائی) کی طلب میں کمی آجاتی ہے اور تیار شدہ اشیا اور خدمات کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ کارکنوں کی زرعی شعبے سے مینوفیکچرنگ اور خدمات کو ہجرت کی صورت میں نکلتا ہے۔[90]

6.1.5: حقیقی جی ڈی پی اور طلب کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلی

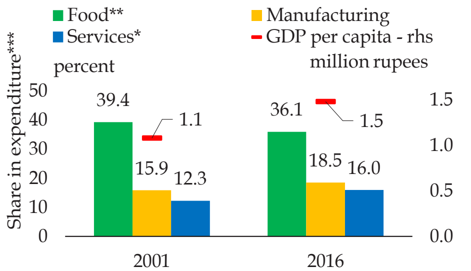

*services exclude housing; **food includes packaged food items, such as biscuits, and readymade food; ***Based on CPI basket.

Source: SBP staff calculations based on PBS

اس تناظر میں **شکل 6.1.5** سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں 2001ء تا 2016ء کے درمیان بڑھتی ہوئی فی کس جی ڈی پی کے ساتھ غذا، خدمات اور مینوفیکچرنگ پر اخراجات کے حصے میں کتنی پیش رفت ہوئی ہے۔ اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اگرچہ غذا کو اخراجات کے سب سے بڑے جز کی حیثیت حاصل ہے، تاہم وقت گزرنے کے ساتھ اس کے حصے میں معمولی کمی آئی ہے جو اینجل کے قانون کی عکاس ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ آمدنی میں اضافے کے ساتھ غذا پر خرچ ہونے والی آمدنی کا تناسب کم ہو جاتا ہے۔ اخراجات کے حصے کے طور پر خدمات پر پاکستانی گھرانوں کے خرچ میں مینوفیکچرنگ پر خرچ کے مقابلے میں زیادہ اضافہ ہوا ہے، جس سے مینوفیکچرنگ کے بجائے خدمات پر مبنی معیشت پر منتقلی کا پتہ چلتا ہے۔

* اس باکس کو تحریر کرنے میں عبدالجبار نے بھی حصہ لیا ہے۔

باکس 6.2: پاکستان میں مجموعی عامل پیداواریت متعین کرنے والے عوامل کا تخمینہ لگانا*

پاکستان میں مجموعی عامل پیداواریت کا تعین کرنے والے عوامل پر پہلے کیے جانے والے جائزوں[91] میں متعدد کلی معاشی اور ساختی عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے، جن میں تجارتی کھلا پن، انفراسٹرکچر، حدت طرازی، ادارے، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، انسانی سرمایہ، نجی شعبے کو قرضے اور ترقیاتی اخراجات وغیرہ شامل ہیں۔ ان عوامل میں سے اہم کلی معاشی تعین کنندگان اور ساختی عوامل کو **سیکشن 6.3 اور 6.4** میں تشریحی متغیرات جبکہ ٹی ایف پی کو تابع متغیر کے طور پر استعمال کیا گیا، اور ان کا تخمینہ ساختی ویکٹر آٹو ریگریشن (وی اے آر) اور ترتیب وار ریگریشن[92] کو استعمال کرتے ہوئے لگایا گیا ہے۔ ان ریگریشنز کو صرف شناخت شدہ معاشی تعین کنندگان اور ساختی عوامل کا ٹی ایف پی کے ساتھ تعلق معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ڈیٹا کی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے ساختی عوامل کے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لیے دو ریگریشنز استعمال کی گئی ہیں: (الف) کلی عوامل کے ساتھ 1981ء تا 2022ء کی طویل مدتی سیریز (ریگریشن 1)، (ب) ساختی عوامل کے ساتھ 1997ء تا 2021ء تک قلیل مدتی سیریز (ریگریشن 2)۔ نتائج کے خلاصے کو **جدول 6.2.1** میں دیا گیا ہے۔

[90] سین، کے (2023ء)۔

[91] خان ایس یو (2006ء)؛ قاضی ایم اے اور حیدر، کے (2007ء) صدیق، او (2022ء)؛ علی ایل اور اختر، این (2024ء)۔

[92] طریقہ کار کی تفصیلات ضمیمہ ب میں ملاحظہ کیجیے

ریگریشن 1 کے نتائج مجموعی عامل پیداواریت (ٹی ایف پی) پر تعلیم کے اخراجات کے مثبت اثرات ظاہر کرتے ہیں، جو ٹی ایف پی کو دو سال کی تاخیر سے متاثر کرتے ہیں۔ اسی طرح، نجی شعبے کے قرضوں کے بھی ٹی ایف پی پر کچھ تاخیر سے مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم یہ تخمینے ٹی ایف پی پر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے منفی اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ **سیکشن 6.3** میں بحث کی جا چکی ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اندرونِ ملک آنے والی بیشتر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پیداواریت بڑھانے کے بجائے مارکیٹ کے حصول کے لیے ہوتی ہے۔ اس سے مقامی منڈیوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری جذب کرنے کی صلاحیت کم ہونے کے ساتھ معلومات کی نامناسب منتقلی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ عمومی حکومت کے اخراجات کے بھی ٹی ایف پی پر مثبت اثرات ہوتے ہیں۔ حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کا ایک سال کی تاخیر سے مثبت اثر ہوتا ہے، لیکن تین سال کی تاخیر کی مدت میں یہ منفی رخ اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح، تجارتی کھلاپن دو برسوں کے بعد ٹی ایف پی پر منفی اثر ڈالتا ہے، لیکن تین سال بعد یہ مثبت ہو جاتا ہے۔ ان دونوں متغیرات کا مجموعی اثر مثبت ہے۔

ریگریشن 2 کے تخمینوں کے مطابق حکومت کی اثرانگیزی اور تحقیق و ترقی پر اخراجات کے پیداواریت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پرائمری تعلیم، جو انسانی سرمائے کی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے، میں وسیع پیمانے پر اندراج کا ٹی ایف پی کے ساتھ مثبت ربط پایا گیا ہے۔ آخر میں، انفراسٹرکچر جسے بجلی تک رسائی کے ساتھ پراکسی بنایا گیا ہے، یہ بھی ٹی ایف پی کو کچھ تاخیر سے متاثر کرتا ہے۔

* یہ باکس تحریر کرنے میں علی احمد شاہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے۔

جدول 6.2.1: ریگریشن کے نتائج کا خلاصہ

ریگریشن 1: 1981ء تا 2022ء	
متغیر	**عددی سر**
تعلیمی اخراجات اور جی ڈی پی*** (1-)	2.33
تعلیمی اخراجات اور جی ڈی پی*** (2-)	2.69
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور جی ڈی پی (2-) *	-3.45
حکومتی اخراجات اور جی ڈی پی (1-)(د)**	0.70
نجی شعبے کا قرضہ اور جی ڈی پی (2-)(د)*	1.03
نجی شعبے کا قرضہ اور جی ڈی پی (3-)(د)**	0.32
حقیقی مؤثر شرح مبادلہ (1-)(د)**	0.09
حقیقی مؤثر شرح مبادلہ (3-)(د)*	-0.09
تجارتی کھلاپن (2-)*	-0.46
تجارتی کھلاپن (3-)*	0.47
ریگریشن 2: 1997ء تا 2021ء	
متغیر	**عددی سر**
بجلی تک رسائی (2-)**(د)	0.04
پرائمری تعلیم میں اندراج کی شرح*(د)	0.34
حکومتی اثرانگیزی کا اشاریہ***(د)	5.02
تحقیق و ترقی کے اخراجات اور جی ڈی پی**	2.38

نوٹ: * ایک فیصد پر خاصا، ** 5 فیصد پر خاصا، *** 10 فیصد پر خاصا؛ (1-) اور (2-) سے مؤخر قدروں کی نشاندہی ہوتی ہے؛ (د) نشاندہی ہوتی ہے کہ فرق حاصل کر لیا گیا ہے۔

ماخذ: ایس بی پی اسٹاف کے تخمینے

ضمیمہ الف

یہ جائزہ لینے کے لیے مختلف قسم کی پالیسی دستاویزات کا جائزہ لیا گیا کہ کیا پیداواریت کی نمو اور اس کے اہم محرکات پر واضح پالیسی توجہ دی گئی ہے (یعنی یہ منصوبے کا ایک اہم حصہ ہیں)، اور کیا پالیسی دستاویزات میں قابل عمل اقدامات یا اصلاحات (یعنی جن راستوں کی نشاندہی کی گئی ہے) کی مجموعی سمت دی گئی ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل سوالات کا جواب معلوم کرنے کے لیے تمام زیرِ جائزہ پالیسیوں[93] کا تجزیہ کیا گیا:

1. کیا پیداواریت کی نمو اہم پالیسی مقصد (مرکزی مقصد) ہے یا اسے ضمنی حیثیت دی گئی ہے؟
2. کیا پالیسی میں پیداواریت (شعبہ جاتی یا مجموعی) کے قابل پیمائش اہداف یا پیداواریت کی پیمائش کے لیے کسی منصوبے کا اعلان کیا گیا ہے؟

[93] ان پالیسیوں کی رہنما ہدایات، نفاذ اور جزوی پالیسیوں میں درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ رہنما ہدایات کی سطح کی پالیسیاں ان حکومتی دستاویزات کے متعلق ہیں، جن میں معاشی، سماجی، سیاسی اور قانونی لحاظ سے جامع پالیسی رہنمائی فراہم کی گئی ہے؛ ان میں وژن 2010ء، وژن 2030ء، فریم ورک برائے معاشی نمو، وژن 2025ء اور حالیہ اڑان پاکستان شامل ہیں۔ رہنما ہدایات کی سطح کی پالیسیاں بین الشعبہ جاتی پالیسیاں ہوتی ہیں جیسے تجارت، صنعت یا برآمدی پالیسیاں۔ جزوی سطح کی پالیسیاں شعبے سے مخصوص پالیسیاں ہوتی ہیں، جیسے موبائل فون کی مینوفیکچرنگ کی پالیسی، بیج پالیسی، گاڑیاں وغیرہ۔

3. کیا پالیسی میں ٹیکس نظام میں بگاڑ، ٹیکسوں کی چوری، اور / یا بے ضابطہ پن کو اہم مسئلے کی حیثیت دی گئی ہے اور اسے حل کرنے کے لیے راہ کا تعین کیا گیا ہے۔
4. کیا پالیسی میں تجارتی پالیسی میں بگاڑ کو ایک اہم چیلنج کے طور پر لیا گیا ہے، اور اسے حل کرنے کے لیے روڈمیپ پیش دیا گیا ہے؟
5. کیا پالیسی میں قرضوں کی مشکلات کو ایک اہم چیلنج کے طور پر لیا گیا ہے، اور اسے حل کرنے کے لیے روڈمیپ دیا گیا ہے؟
6. کیا پالیسی میں مسابقت کو فروغ دینے کے لیے واضح تجاویز دی گئی ہیں اور انہیں حاصل کرنے کے لیے راستے کی نشاندہی کی گئی ہے؟
7. کیا پالیسی میں انسانی سرمائے کی رکاوٹ کے طور پر نشاندہی کی گئی ہے، اور انسانی سرمائے کے معیار اور رسد بہتر بنانے کی تجاویز دی گئی ہے؟
8. کیا پالیسی میں پاکستان میں جدت طرازی اور تحقیق وترقی کے چیلنج کی نشاندہی کی گئی ہے، اور اسے حل کرنے کا روڈمیپ دیا گیا ہے؟

درج ذیل جدول میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں پالیسیوں کے جائزے کے اہم نتائج کا خلاصہ دیا گیا ہے، جہاں پیداواریت یا اس کے اہم محرکات میں سے کسی ایک کو پالیسی مقاصد (✓) کا حصہ بنایا گیا ہے، انہیں صرف واضح طور پر اسی طرح بیان کیا گیا ہے، یا یہ ایک منسلک ضمنی موضوع ہے؛ یا محض سرسری حوالہ دیا گیا ہے (✗)۔ اسی طرح، کسی پالیسی دستاویز کو اصلاحاتی منصوبہ یا راستے کے تعین کے طور پر لیا گیا ہے اگر اس میں کوئی مخصوص منصوبہ یا متعلقہ اقدامات تجویز کیے گئے ہوں۔ مثلاً، وژن 2010ء میں ٹیکسوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے رہنمائی دی گئی ہے، لیکن کوئی جامع منصوبہ نہیں دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں وژن 2030ء میں ایک جامع ایکشن پلان دیا گیا ہے کہ (الف) وفاقی حکومت انکم اور کارپوریٹ ٹیکسوں، اور کسٹم ڈیوٹیوں کو جمع کرے گی، جبکہ بقیہ ٹیکس صوبائی اور / یا مقامی حکومتوں کو منتقل کر دیے جائیں گے، (ب) دستاویزیت پر عملدرآمد کیا جائے گا، (ج) ٹیکسوں میں خامیوں کو دور کیا جائے گا، اور (د) ٹیکس اصلاحات میں توجہ ٹیکس ثقافت، ٹیکس قوانین کی کمزور تعمیل، ٹیکسوں کی محدود بنیاد، وسیع پیمانے پر استثنیٰ، ٹیکس تنازعات کا غیر اطمینان بخش حل، کرپٹ اور غیر مؤثر ٹیکس مشینری، پیچیدہ طریقوں اور ٹیکسوں کی کثرت۔ لہٰذا، وژن 2010ء اور وژن 2020ء دونوں کو ٹیکسوں میں خامیاں دور کرنے کا منصوبہ دینے کے لیے سبز ٹک (✓) دیا گیا ہے؛ تاہم جہاں تک راستوں کا تعلق ہے تو وژن 2030ء کو سبز ٹک دیا گیا ہے جبکہ وژن 2010ء کو کاٹے (✗) کا نشان دیا گیا ہے۔

پالیسی		پیداواریت بطور اہم مقصد یا منسلک ضمنی موضوع	پیداواریت کی پیمائش یا اہداف	ٹیکسوں میں خامیاں	تجارتی پالیسی میں خامیاں	قرضوں میں رکاوٹیں	مسابقت	انسانی سرمایہ	جدت طرازی اور تحقیق وترقی
پاکستان میں اہم پالیسی دستاویزات کا خلاصہ									
رہنماہدایات پر مبنی پالیسیاں									
وژن 2010ء	منصوبہ	✓	✓	✓	✓	×	✓	✓	✓
	راستہ	×	×	×	×	دستیاب نہیں	×	✓	✓
وژن 2030ء	منصوبہ	✓	×	✓	✓	×	✓	✓	✓
	راستہ	×	دستیاب نہیں	✓	✓	دستیاب نہیں	×	✓	✓
ایف ای جی 2011ء	منصوبہ	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓	✓
	راستہ	✓	✓	✓	✓	×	✓	✓	✓
وژن 2025ء	منصوبہ	✓	✓	✓	✓	×	✓	✓	✓
	راستہ	✓	✓	✓	✓	دستیاب نہیں	×	✓	✓
اڑان پاکستان	منصوبہ	✓	✓	✓	×	×	دستیاب نہیں	✓	✓
	راستہ	✓	×	✓	×	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	×	✓
نفاذ کے سطح کی پالیسیاں									
ایس ٹی پی ایف 2015ء تا 2018ء	منصوبہ	✓	×	×	×	×	×	✓	✓
	راستہ	×	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	✓
ایس ٹی پی ایف 2020ء تا 2025ء	منصوبہ	✓	×	✓	✓	×	×	✓	✓
	راستہ	✓	دستیاب نہیں	✓	✓	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	✓
ایس ایم ای پالیسی 2007ء	منصوبہ	×	×	×	×	✓	×	✓	×
	راستہ	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں
ایس ایم ای پالیسی 2021ء	منصوبہ	×	×	✓	✓	✓	×	✓	×
	راستہ	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	✓	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں
پنجاب زرعی پالیسی 2018ء	منصوبہ	✓	×	×	×	✓	✓	×	✓
	راستہ	✓	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	✓	دستیاب نہیں	✓
سندھ زرعی پالیسی 2018ء تا 2020ء	منصوبہ	✓	×	×	×	✓	✓	×	✓
	راستہ	×	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	✓	دستیاب نہیں	×
خیبر پختونخوا صنعتی پالیسی 2020ء تا 2030ء	منصوبہ	✓	×	×	×	✓	×	✓	×
	راستہ	✓	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں
پنجاب صنعتی پالیسی 2020ء	منصوبہ	✓	×	✓	×	✓	×	✓	×
	راستہ	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں
کلی معاشی پالیسیاں									
قومی بیج پالیسی 2024ء	منصوبہ	✓	×	×	×	×	✓	✓	✓
	راستہ	✓	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	×	×	✓
ٹیکسٹائل اور ملبوسات پالیسی 2020ء تا 2025ء	منصوبہ	✓	×	×	✓	✓	×	×	×
	راستہ	×	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	×	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
موبائل ڈیوائس مینوفیکچرنگ پالیسی 2020ء	منصوبہ	×	×	×	×	×	×	×	×
	راستہ	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
اے آئی ڈی پی 2021ء تا 2026ء	منصوبہ	×	×	×	✓	×	✓	✓	✓
	راستہ	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	✓	دستیاب نہیں	✓	✓	✓

ضمیمہ ب

پاکستان میں موجودہ تحقیق[94] پر عمل کرتے ہوئے باب میں تعین کنندگان اور ساختی عوامل کے درمیان جس ربط کی نشاندہی کی گئی ہے، اس کی ٹی ایف پی نمو کے مقابلے میں ریگریشن کی گئی۔[95] ٹی ایف پی کی نمو کے لیے ڈیٹا کو ایشین پروڈکٹیویٹی آرگنائزیشن کے اے پی او (APO) پروڈکٹیویٹی ڈیٹابیس[96] سے لیا گیا ہے۔ ریگریشن 1 کا تخمینہ پہلے ویکٹر آٹو ریگریشن (وی اے آر) سے اور پھر وی اے آر کے تخمینوں[97] سے خاصی تاخیر کو استعمال کرتے ہوئے منتخب آزاد متغیرات پر مبنی ریگریشن حاصل کی گئی۔ ڈیٹا کی قلت کے سبب ریگریشن 2 کا تخمینہ آرڈینری لیسٹ اسکوائر (OLS) ریگریشن سے لگایا گیا ہے۔

کچھ متغیرات جنہیں پاکستان کے موجودہ لٹریچر میں پراکسی (یعنی تجارتی کھلاپن، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، تعلیمی اخراجات، نجی شعبے کے قرضے، حکومتی اخراجات اور تحقیق وترقی) کے طور پر استعمال کیا جاچکا ہے، جبکہ دیگر متغیرات کو ٹی ایف پی تعین کنندگان (جیسے حکومتی اثر انگیزی اور پرائمری تعلیم میں اندراج) تشکیل شدہ اشاریوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ بقیہ متغیرات کو بین الاقوامی لٹریچر (جیسا کہ حقیقی مؤثر شرح مبادلہ اور بچتوں کے معاملے میں ہے) میں استعمال کیا گیا ہے یا جس تعین کنندہ / عامل کو پراکسی بنایا جارہا ہے اس کے ساتھ براہ راست ربط رکھتا ہے (بجلی تک رسائی اور انفرا اسٹرکچر)۔

ہر ریگریشن کے لیے درج ذیل مساواتوں کو استعمال کیا گیا ہے:

ریگریشن 1: ٹی ایف پی = ٹی ایف پی (-1) + ٹی ایف پی (-2) + تعلیمی اخراجات (-1) + تعلیمی اخراجات (-2) + بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (-2) + د (حکومت کا حتمی صرف (-1)) + د (نجی شعبے کے قرضے (-2)) + د (نجی شعبے کے قرضے (-3)) + د (حقیقی مؤثر شرح مبادلہ (-1) + د (حقیقی مؤثر شرح مبادلہ (-3)) + تجارتی کھلاپن (-2) + تجارتی کھلاپن (-3) + ج

ریگریشن 2: بجلی تک رسائی (-2) + د (پرائمری تعلیم میں اندراج) + د (حکومتی اثر انگیزی کا اشاریہ) + تحقیق اور ترقی پر اخراجات + ڈمی۔

فرق کو متغیرات سے لیا گیا، جو پہلے فرق[98] کے وقت ساکن تھے۔ جہاں ڈیٹا کے مجموعوں میں قدریں دستیاب نہیں تھیں، وہاں لینئر انٹرپولیشن کو استعمال کیا گیا۔ مزید برآں، ڈمی قدروں کو تخلیق کیا گیا تاکہ اس سے باہر کے برسوں اور ڈیٹا کے اتار چڑھاؤ کو کنٹرول کیا جاسکے۔

[94] خان، ایس یو (2006ء)، صدیق، او (2022ء) اور علی، ایل اور اختر، این (2024ء)۔

[95] اس طریقہ کار کو استعمال کرنے میں درپیش چیلنجز طویل مدتی سریز کے ڈیٹا کی عدم دستیابی، اور Solow residual سے اخذ کرنے کی وجہ سے ٹی ایف پی کا تخمینہ لگانے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔

[96] نومورا کے اور ہو، ایم (2024ء)۔

[97] والڈ ٹیسٹ استعمال کرتے ہوئے ماڈل سے کئی غیر اہم عددی سروں کو ہٹا دیا گیا۔

[98] ایک فرق شدہ متغیر کا عددی سر تبدیلی کے لحاظ سے منحصر متغیر پر اس کے اثر کو ظاہر کرتا ہے، یعنی ایک اکائی تبدیلی (پچھلی مدت کے مقابلے میں) کا منحصر متغیر کی تبدیلی پر اثر۔

متغیرات کی تفصیلات

متغیر کا نام	تفصیل	پراکسی برائے	ڈیٹا کا ماخذ
تجارتی کھلا پن	نامیہ برآمدات اور درآمدات تقسیم نامیہ جی ڈی پی	تجارتی پالیسی میں نقائص	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک اور پاکستان دفتر شماریات
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بلحاظ جی ڈی پی تناسب	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بلحاظ جی ڈی پی فیصد	تجارتی پالیسی میں نقائص	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک
حقیقی مؤثر شرح مبادلہ	حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کی درج قدریں	شرح مبادلہ کی غیر ہم آہنگی	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک
حکومتی اخراجات اور جی ڈی پی	حقیقی عمومی حکومت کے حتمی صرف اخراجات بلحاظ حقیقی جی ڈی پی فیصد	کم سرمایہ کاری	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک اور پاکستان دفتر شماریات
خام ملکی بچتیں اور جی ڈی پی	نامیہ خام ملکی بچتیں بلحاظ نامیہ جی ڈی پی کا تناسب	کم سرمایہ کاری	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک
نجی شعبے کا قرضہ اور جی ڈی پی	بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کو ملکی قرض سے پراکسی شدہ بلحاظ جی ڈی پی فیصد	قرضوں میں مشکلات	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک
تعلیم پر اخراجات اور جی ڈی پی*	عمومی حکومت کے تعلیم پر مجموعی اخراجات بلحاظ جی ڈی پی فیصد	انسانی سرمایہ	عالمی بینک
بجلی تک رسائی	بجلی تک رسائی والی آبادی کا تناسب	مادی اور ڈجیٹل انفراسٹرکچر	عالمی بینک
پرائمری تعلیم کے اندراج کا تناسب*	پرائمری تعلیم میں مجموعی اندراج، بلحاظ سرکاری پرائمری تعلیم کی عمر والی آبادی کا تناسب	انسانی سرمایہ	ہیور اینالیٹکس، عالمی بینک
حکومتی اثر انگیزی کا اشاریہ*	اشاریے کی قدروں کو عالمی نظم ونسق کے اشاریوں سے لیا گیا ہے۔	ادارہ جاتی ماحول	عالمی بینک
تحقیق اور ترقی پر اخراجات اور جی ڈی پی*	نامیہ تحقیق اور ترقی پر اخراجات بلحاظ نامیہ جی ڈی پی کا تناسب	جدت طرازی اور تحقیق و ترقی	عالمی بینک

*لینئر انٹرپولیشن کو دستیاب نہ ہونے والے ڈیٹا کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

ایشیائی ترقیاتی بینک (2024ء)۔ پاکستان کا قومی شہری جائزہ: پائیدار شہر کاری کی سمت پیش رفت، ایشیائی ترقیاتی بینک، منیلا۔

ایسموگلو، ڈی جانسن، ایس اور رابنسن، جے اے (2001ء)۔ تقابلی ترقی کے نو آبادیاتی ماخذ: تجرباتی تفتیش، امریکن اکنامک ریویو، جلد 91، نمبر 5۔

ایسموگلو، ڈی جانسن، ایس اور رابنسن، جے (2004ء)۔ طویل مدتی نمو کے بنیادی سبب کے طور پر ادارے، این بی ای آر ورکنگ پیپر سیریز نمبر 10481، نیشنل بیورو آف اکنامک ریسرچ۔

افغان، ایس (2023ء)۔ رینٹل اسٹیٹ کا تاریک رخ: قومی معاشی ترقی پر اس کے منفی اثرات سے پردہ ہٹانا، حقائق برائے تبدیلی، کنسورشیم فار ڈویلپمنٹ پالیسی ریسرچ۔

افضل کے حنا، جے سی، اسپیک مین، جے ایف اور یوگ، وائے (2012ء)۔ پاکستان کے لیے جدت طرازی پالیسی کی سمت۔ پاکستان کے متعلق عالمی بینک کی پالیسی پیپر سیریز، جلد 1، نمبر 86242۔

اگھیون، پی کومن، ڈی اور ہوٹ، پی (2006ء)۔ معاشی نمو کے لیے قومی بچتیں کب بامعنی ثابت ہوتی ہیں؟ این بی ای آر ورکنگ پیپر ز نمبر 12275، نیشنل بیورو آف اکنامک ریسرچ۔

احمد، وی (2019ء)۔ معاشی اصلاحات کے لیے پاکستان کا ایجنڈا، اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، لندن۔

احمد، ڈبلیو (2023ء)۔ پاکستان میں فرم کی پیداواریت: چیلنجز اور مستقبل کی راہ، مباحثہ 2023ء، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس۔

اعجاز ایس (2024ء)۔ حقوق املاک دانشوراں اور معاشی نمو: پاکستان کے برآمدی شراکت داروں کا معاملہ، پی آئی ڈی ای مقالہ، اس لنک پر دستیاب ہے۔
www.file-thesis.pide.org.pk/pdf/mphil-economics-and-finance-2021-shoaib-aijaz--intellectual-property-rights-and-economic-growth-a-case-of-exporting-partners-of-pakistan.pdf
4 فروری 2025ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

علی، آئی (2013ء)۔ پاکستان میں تھرمو الیکٹرک پاور پلانٹس کی مشترکہ کارکردگی کا جائزہ، اس لنک پر دستیاب ہے:
www.thesis.pide.org.pk/thesis/joint-efficiency-analysis-of-thermoelectric-power-plants-in-pakistan/,
07 فروری 2025ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

علی، ایل اور اختر، این (2024ء)۔ مجموعی عامل پیداواریت کی نمو پر برآمدات، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور تحقیق و ترقی کی اثرات: دی کیس آف پاکستان، جنرل آف نالج اکانومی، جلد 15، نمبر 1۔

امجد، آر اور اویس، این (2016ء)۔ پاکستان کی پیداواریت کی کارکردگی اور ٹی ایف پی کے رجحانات، 1980ء تا 2015ء: حقیقی تشویش کا باعث۔ لاہور جرنل آف اکنامکس، جلد 21۔

امجد آر، الحق، این اور کولکو، سی (2005ء)۔ مہارت اور مسابقت: کیا پاکستان نچلی سطح کی مہارت کے چنگل سے باہر نکل سکتا ہے؟ دی پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، جلد 44، نمبر 4۔

انجم ایم اور سارگو ایم (2017ء)۔ پاکستانی ترقی کی مختصر تاریخ۔ ریئل ورلڈ اکنامک ریویو، نمبر 80۔

اے پی او (2023ء)۔ پاکستان میں پیداواریت: تخمینے، رکاوٹیں اور مستقبل کی راہ، ایشین پروڈکٹیویٹی آرگنائزیشن، ٹوکیو۔

عارف، یو جاوید، ایم اور خان، ایف این (2021ء)۔ ایشیا میں انفراسٹرکچر کی ترقی کے پیداواریت پر اثرات۔ معاشی نظام، جلد 45، نمبر 1۔

اٹکن، ڈی چوہدری، ایس، کھانڈیلوال، اے کے، ویرہوگن، ای (2017ء)۔ ٹیکنالوجی اختیار کرنے میں حائل ادارہ جاتی رکاوٹیں: پاکستان میں فٹ بال کے پیداکاروں سے شواہد، دی کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس، جلد 132 نمبر 03۔

بیکس، ایم (2019ء)۔ پیداواریت اور مسابقت میں باہمی ربط کیوں ہوتا ہے؟ این بی ای آر ورکنگ پیپر سیریز نمبر 25748، نیشنل بیورو آف اکنامک ریسرچ۔

بینکس، جی (2015ء)۔ پیداواریت نواز پالیسیوں کو فروغ دینے والے ادارے: منطق اور اسباق، او ای سی ڈی پیداواریت ورکنگ پیپر سیریز نمبر 1، آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈویلپمنٹ۔

بارو، آر (1990ء)۔ اندرونی نمو کے ایک سادہ ماڈل میں حکومتی اخراجات۔ جرنل آف پولیٹکل اکانومی، جلد 98، نمبر 5۔

بارو، آر اور سلائے مارٹن، ایکس (1992ء)۔ معاشی نمو میں سرکاری مالیات کے ماڈل، دی ریویو آف اکنامک اسٹڈیز، جلد 59، نمبر 4۔

بھاسار، پی اور چٹوپادھیائے، یو (2015ء)۔ مسابقت: جائزہ، خیالات اور سمتیں، گلوبل بزنس ریویو، جلد 16، نمبر 4۔

بلوم، ڈی کیننگ، ڈی (2003ء)۔ صحت بطور انسانی سرمایہ اور معاشی کارکردگی پر اس کے اثرات۔ جنیوا پیپرز آن رسک اینڈ انشورنس۔ مسائل اور روایات، جلد 28، نمبر 2۔

بلوم، این ، برنجولفسون، ای، پٹنائیک، ایم ساپورٹا ایکسٹین، آئی، رینن، جے (2017ء)۔ ساختی مینجمنٹ طریقوں کی اہمیت، ایم آئی ٹی سلوان ریویو۔

بلوم، این اور رینن، جے وی (2007ء)۔ فرموں اور ممالک کے مینجمنٹ کے طریقوں کی پیمائش اور وضاحت، کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس، جلد 122، نمبر 4۔

بلوم، این (2009ء)۔ بے یقینی کے دھچکوں کے اثرات، اکانومیٹرکا، جلد 77، نمبر 3۔

بلوم، این، لیموس، آر، رینن، جے وی سڈون، آر اور اسکر، ڈی (2016ء)۔ پاکستان میں مینوفیکچرنگ شعبے کے انتظامی طریقے، انٹرنیشنل گروتھ سینٹر، لندن۔

بوبی، ای (2016ء)۔ ٹیکسوں کی چوری، فرم کے محرکات اور نمو، Questioni di Economia e Finanza، بینک آف اٹلی۔

براوو اورٹیگا، سی اور گارسیا مارن، اے (2008ء)۔ تحقیق و ترقی اور پیداواریت کے درمیان روابط کو دریافت کرنا: ملکی سطح کا جائزہ، ورکنگ پیپرز چلی نمبر 472، سینٹرل بینک آف چلی۔

چوہدری، اے اور فاران، ایم (2016ء)۔ لاہور میں جدت طرازی اور ٹیکنالوجی کی ترقی: ایل سی سی آئی اعتمادِ کاروبار سروے 2016ء کے نتائج، دی لاہور جرنل آف اکنامکس، جلد 21۔

چوہدری، ایس. سوگاتا، آر. (1997ء)۔ مسابقت کا معمہ: لٹریچر ریویو اور خیالات، اکنامک اینڈ پولیٹکل ویکلی، جلد 32، نمبر 48۔

چوہدری، اے اور جبین، اے کے (2022ء)۔ قرضوں تک رسائی اور روابط پر مبنی معاہدے: پاکستانی کاشت کاروں کے لیے معلوماتی اور معاہداتی ٹیسٹنگ کا ایک تجربہ، فیڈرل ریزرو بورڈ، نمبر 1363۔

چوہدری، اے۔، لامور، آر۔، اور رینن، جے وی (2018ء)۔ پاکستان میں مینجمنٹ: کارکردگی اور تضاد، انٹرنیشنل گروتھ سینٹر، جلد 89451۔

سیررا، ایکس۔، میسن، اے۔ ڈی۔، ڈی نکولا، ایف۔، کیوریاکوس، ایس۔، مارے، ڈی۔ ایس۔ اور ٹران، ٹی۔ ٹی۔ (2021ء)۔ ترقی پذیر مشرقی ایشیا کے لیے جدت کی اہمیت، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

کولکلاف، سی۔ (1982ء)۔ پرائمری تعلیم کے معاشی ترقی پر اثرات: شواہد کا جائزہ، ورلڈ ڈیولپمنٹ، جلد 10، شمارہ 3۔

کامرس ڈویژن، وزارت تجارت و ٹیکسٹائل (2019ء)۔ قومی ٹیرف پالیسی 2019ء تا 24ء۔

دابلا-نورس، ای۔، ہو، جی۔، کوچر، کے۔، کیوبے، اے۔ اور چائیڈزے، آر۔ (2013ء)۔ نمو پر قابو پانا: ترقی پذیر اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں پیداواریت میں

بہتری لانے والی اصلاحات کی اہمیت، آئی ایم ایف اسٹاف ڈسکشن نوٹس، جلد 2013، شمارہ8۔

دابلا-نورِس، ای۔، گریڈسٹین، ایم۔، میریوگن، ایف۔ اور مش، ایف۔ (2019ء)۔ پیداواریت اور ٹیکس چوری، آئی ایم ایف ورکنگ پیپرز، شمارہ260۔

ڈیفیور، ایف۔، ریانو، اے۔ اور وریلا، جی۔ (2020ء)۔ برآمدی فنانس سپورٹ کے ادارہ جاتی سطح پر برآمدی کارکردگی پر اثرات کا جائزہ: پاکستان سے شواہد، ریسرچ پیپر سیریز: گلوبلائزیشن، پروڈکٹیویٹی اور ٹیکنالوجی پروگرام، یونیورسٹی آف ناٹنگھم۔

ڈریش، اے۔، کولاتو، ڈی۔ سی۔ اور لاسرڈا، ڈی۔ پی۔ (2018ء)۔ مسابقت اور پیداواریت کے درمیان نظریاتی تعلق: ادارہ جاتی سطح پر، انجینئریا وائی کیمی ٹیٹی ویداد، جلد20، شمارہ2۔

ایسٹرلی، ڈبلیو۔ اور لیوین، آر۔ (2001ء)۔ ایک دہائی کی عملی تحقیقات سے ہم نے کیا سیکھا؟ یہ وسائل کے انبار کے بارے میں نہیں ہے: مروجہ حقائق اور ترقیاتی ماڈلز، دی ورلڈ بینک اکنامک ریویو، جلد15، شمارہ2۔

یورپی کمیشن (2020ء)۔ ایک ذہین، پائیدار اور جامع ترقی کی حکمتِ عملی، یورپی کمیشن کی جانب سے مواصلات، برسلز۔

فراز، این۔، صدیق، او۔ اور سعید، اے۔ (2023ء)۔ پاکستان میں شعبہ جاتی مجموعی عامل پیداواریت (ٹی ایف پی)، پی آئی ڈی ای ریسرچ رپورٹ، جلد 2023، شمارہ 1۔

ایف بی آر (تاریخ دستیاب نہیں)۔ ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کی ادائیگی کو سہل بنانے کے لیے سہولتی اقدامات، فیڈرل بورڈ آف ریونیو، اسلام آباد۔ دستیاب: www.download1.fbr.gov.pk/... ۔ رسائی کی تاریخ: 27 جنوری، 2025ء۔

فردوسی، س۔ (2016ء)۔ سیالکوٹ کے دستانے بنانے کے شعبے میں ٹیکنالوجی، دی لاہور جرنل آف اکنامکس، جلد21۔

فریڈرک، ایس۔، ڈیلی، جے۔، اور ڈی۔ وی۔ جی۔ سی۔ سینٹر۔ (2019ء)۔ پاکستان ملبوسات کی عالمی ویلیو چین۔ ڈیوک گلوبل ویلیو چینز سینٹر، ڈیوک یونیورسٹی، امریکہ۔

گارشیا، ایل۔، جیامبونی، ایل۔، اور ویگانی، ایم۔ (2023ء)۔ قومی پیداواری بورڈز: ادارہ جاتی ڈھانچا اور پیداواری تجزیے، مباحثہ جاتی مقالہ 185، یورپی کمیشن۔

جنارٹے، جے۔ سی۔ اور پارک، ڈبلیو۔ جی۔ (1997)۔ پیٹنٹ حقوق کے تعین کے عوامل: ایک بین الاقوامی مطالعہ، ریسرچ پالیسی، جلد26، شمارہ3۔

گریفل-تاتجے، ای۔، لوویل، سی۔ اے۔ کے۔، اور سِکلز، آر۔ سی۔ (2018ء)۔ دی اوکسفرڈ ہینڈ بک آف پروڈکٹیویٹی اینالیسس، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، لندن۔

گل، ایس۔، خان، اے۔ جی۔، اور اجمیر، ایم۔ (2022ء)۔ انسانی سرمائے اور افرادی قوت کی پیداواریت کے درمیان تعلق، پاکستان سوشل سائنسز ریویو، جلد6، شمارہ2۔

گولن، ایچ۔، اور آئیون، ایم۔ (2016ء)۔ پالیسی میں بے یقینی اور کارپوریٹ سرمایہ کاری، ریویو آف فنانشل اسٹڈیز، جلد29، شمارہ3۔

حداد، ایم۔ اور پانکارو، سی۔ (2010ء)۔ کیا حقیقی شرح مبادلہ کی کم قدر ترقی پذیر ممالک میں برآمدات اور ترقی کو فروغ دے سکتی ہے؟ ہاں، لیکن زیادہ دیر تک نہیں، ورلڈ بینک، نمبر20۔

ہیمریک، ڈی۔، اور بیمر، پی۔ (2019ء)۔ پاکستان میڈیکل ڈیوائسز کی عالمی رسدی زنجیر میں، ڈیوک یونیورسٹی گلوبل ویلیو چینز سینٹر، ڈیوک یونیورسٹی، امریکہ۔

حق، ایم۔ اے۔، جنگڈونگ، وائی۔، پھلپوٹو، این۔ ایچ۔، اور عثمان، ایم۔ (2014ء)۔ پاکستان کے قومی جدت طرازی نظام کا تجزیہ، ڈیولپنگ کنٹری اسٹڈیز، جلد4، شمارہ4۔

حق، این۔ یو۔ (2015ء)۔ پاکستان میں ناقص شہری ترقیاتی پالیسیاں، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس، ورکنگ پیپر119۔

ایچ ای سی (2022ء)۔ پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں آئی پی اور کمرشلائزیشن کی کوششوں کو مضبوط بنانا، ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان، اسلام آباد۔ دستیاب: www.hec.gov.pk/...، رسائی کی تاریخ: 27 جنوری 2025ء۔

ہیویولن، ای۔ وی۔ (2023ء)۔ زراعانت کی جنگیں، فنانس اینڈ ڈیولپمنٹ میگزین، جون 2023۔

ہیڈالگو، سی۔ اے۔، اور ہاؤس مین، آر۔ (2009ء)۔ معاشی پیچیدگی کے بنیادی ستون، سی آئی ڈی ورکنگ پیپر نمبر 186۔

ہومز، ٹی۔ جے۔، اور شمیٹز، جے۔ اے۔ (2010ء)۔ مسابقت اور پیداواری صلاحیت: شواہد کا جائزہ، فیڈرل ریزرو بینک آف منیاپولس، اسٹاف رپورٹ نمبر 439۔

حسی، سی۔ ٹی۔ (2015ء)۔ پیداواری ترقی کے لیے پالیسیاں، او ای سی ڈی پروڈکٹیویٹی ورکنگ پیپرز، 2003ء تا 2015ء، او ای سی ڈی پبلشنگ، پیرس۔

حسین، آئی۔ (2018ء)۔ حکمرانی کا فقدان: جمہوری حکمرانی کے لیے ادارہ جاتی اصلاحات، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، لندن۔

حسین، آئی۔ (2022ء)۔ حکمرانی کا فقدان، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، کراچی۔

حسین، آئی۔ (2024ء)۔ اقتصادی مسابقت کو بڑھانا، کتاب: پاکستان کی استحکام کی تلاش، مدیر: لودھی، ایم۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، لندن۔

حسین، اے۔، محمد، ایس۔ ڈی۔، اکرم، کے۔، اور لال، آئی۔ (2009ء)۔ سرکاری اخراجات کی اثر انگیزی: "کراؤڈنگ ان" یا "کراؤڈنگ آؤٹ"؟ پاکستان کے کیس میں تجرباتی شواہد، یورپی جریدہ برائے اقتصادیات، شمارہ 16۔

حیدر، کے۔، خشبلی، جی۔ ایچ۔، اور احمد، اے۔ (2013ء)۔ پاکستان میں کرنسی-ڈپازٹ تناسب کا رویہ اور عوامل، اسٹیٹ بینک آف پاکستان ریسرچ بلیٹن، جلد 9، شمارہ 1۔

آئی ای اے (2022ء)۔ توانائی کی استعداد 2022، بین الاقوامی توانائی ایجنسی، پیرس، دستیاب www.iea.org/reports/energy-efficiency-2022 :،
رسائی کی تاریخ: 23 فروری 2025ء۔

آئی ایم ایف (2024ء الف)۔ پاکستان: معاشی کارکردگی اور آئندہ کا راستہ، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، واشنگٹن ڈی سی۔

آئی ایم ایف (2024ء ب)۔ پاکستان: آئی ایم ایف اور پاکستان کے درمیان 37 ماہ کی توسیعی فنڈ سہولت کے لیے اقتصادی پالیسیوں پر اسٹاف سطح کے معاہدے تک رسائی، آئی ایم ایف مواصلاتی شعبہ، دستیاب :
www.imf.org/en/News/Articles/2024/07/12/pr-24273-pakistan-imf-reaches-agreement-on-economic-policies-for-37-month-eff،
رسائی کی تاریخ: 6 جنوری 2025ء۔

آئی ایم ایف (2024ء ج) پاکستان: منتخب معاملات، آئی ایم ایف اسٹاف کنٹری رپورٹس، جلد 2024ء، نمبر 311۔

عرفان، ایل۔، رحمان، ایچ۔، احمد، ایچ۔، احمد، ایف۔، خورشید، ایم۔ ایم۔، شفیق، ایم۔ (2019ء)۔ خط لیفر کی تخمینہ کاری: پاکستان سے شواہد، سرحد جریدہ برائے انتظامی علوم، جلد 5۔

اساکسن، اے۔ (2007ء)۔ کلی پیداواری عامل کا تعین: لٹریچر جائزہ، اقوام متحدہ صنعتی ترقیاتی تنظیم، 2007/02ء۔

جاک-آرویبی، پی۔، اور لاپوائنٹ، ایس۔ (2022ء)۔ کینیڈا میں نقل و حمل کے بنیادی ڈھانچے کا پیداواری صلاحیت پر اثر، سینٹر فار دی اسٹڈی آف لیونگ اسٹینڈرڈز، 2022-02۔

جہان، ز۔، اور ارشاد، آئی۔ (2020ء)۔ پاکستان میں زرِ مبادلہ کی شرح کی غیر ہم آہنگی اور معاشی ترقی: مالیاتی ترقی کا کردار، پاکستان ڈیولپمنٹ ریویو، جلد 59، شمارہ 1۔

کنول، ح۔، نوید، ٹی۔ اے۔، اور خان، ایم۔ اے۔ (2015ء)۔ پاکستان میں دیہی سے شہری ہجرت کے سماجی و اقتصادی عوامل، جرنل آف ایشین ڈیولپمنٹ اسٹڈیز، جلد 4، شمارہ 3۔

کپور، اے۔ (2021ء)۔ پیداواری صلاحیت، اختراع اور مسابقت: اے پی او کی رکن معیشتوں کے لیے تشخیصی رپورٹ، ایشین پروڈکٹیویٹی آرگنائزیشن، دستیاب : www.doi.org/10.61145/RDHN3098، رسائی کی تاریخ: 6 جنوری 2025ء۔

خالد، ایم۔ اور ناصر، ایم۔ (2020ء)۔ پاکستان میں ٹیکس کا ڈھانچا: تقسیم شدہ، استحصالی، اور ترقی مخالف، پاکستان ڈیولپمنٹ ریویو، جلد 59، شمارہ 3۔

خان، اے۔ ایچ۔ اور کم، وائی۔ (1999ء)۔ پاکستان میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری: پالیسی کے مسائل اور عملی نتائج، ایشیائی ترقیاتی بینک، ای ڈی آر سی رپورٹ سیریز نمبر 66۔

خان، آئی۔، لی، ایچ۔، خان، اے۔، محمد، آئی۔، جاوید، ٹی۔، خان، اے۔، اور ہوو، ایکس۔ (2021ء)۔ پاکستان میں خوراک کی اہم فصلوں کے پیداواری فرق کا تجزیہ: خوراک کے تحفظ کے امکانات، انوائرنمنٹل سائنس اینڈ پولوشن ریسرچ، جلد 28۔

خان، ایس۔ (2005ء)۔ پاکستان میں مجموعی عامل پیداواریت کے جزوی سطح پر تعین کنندگان، یونیورسٹی لائبریری آف میونخ، جرمنی۔

خان، ایس۔ یو۔ (2006ء)۔ پاکستان میں مجموعی عامل پیداواریت کے میکرو سطح پر تعین کنندگان، اسٹیٹ بینک آف پاکستان ریسرچ بلیٹن، جلد 2، شمارہ 2۔

کرگ مین، پی۔ آر۔ (1996)۔ مسابقت کی بحث کو سمجھنا، اوکسفرڈ ریویو آف اکنامک پالیسی، جلد 12، شمارہ 3۔

کرگ مین، پی۔ آر۔ (2001ء)۔ مسابقت: ایک خطرناک جنون، فارن افیئرز، جلد 73، شمارہ 2۔

کوہن، زی۔ (2007ء)۔ ٹیکس کی شرحیں، طرزِ حکمرانی اور غیر رسمی معیشت: بلند آمدنی والے ممالک میں، اکنامک انکوائری، جلد 52۔

کمار، اے۔، ملک، ایس۔، اور سین، کے۔ (2020ء)۔ مختلف ممالک میں پیداواری ترقی کا گھریلو بچتوں پر اثر، یو این یو-وائیڈر ورکنگ پیپر، جلد 2020ء، شمارہ 155۔

لابورڈا، ایل۔، اور سوتلسیک، ڈی۔ (2019ء)۔ سڑکوں کے بنیادی ڈھانچے کا روزگار، پیداواری صلاحیت اور ترقی پر اثر: ملک کی سطح پر تجرباتی تجزیہ، جرنل آف انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ، جلد 11، شمارہ 1-2۔

لینمین، جے۔، شوارتز، ایس۔، گیوسیفی، ڈی۔ ایل۔، اور وانگ، سی۔ (2011ء)۔ صحت اور پیداواری صلاحیت: پیداواری صلاحیت کو ناپنے کے تین نقطہ ہائے نظر کا اطلاق، جرنل آف آکوپیشنل اینڈ انوائرنمنٹل میڈیسن، جلد 53، شمارہ 1۔

لی، کے۔، گو، زی۔، اور چن، کیو۔ (2021ء)۔ مالی عدم مطابقت کی بنیاد پر اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی صورت حال کا ادارہ جاتی کلی پیداواری صلاحیت پر اثر: چین سے شواہد، پیسفک-بیسن فنانس جرنل، جلد 68۔

لی، ایکس۔، منگ، بی۔، اور وانگ، زی۔ (2019ء)۔ عالمی پیداوار اور جی وی سی شمولیت کے حالیہ رجحانات، عالمی ویلیو چین ڈیولپمنٹ رپورٹ 2019ء، صفحات 13 تا 43، عالمی بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

لی، وائی۔، اور ژنگ، سی۔ (2022ء)۔ دولت مند ہونا اور عدم مساوات؟ ساختی تبدیلی، چین میں عدم مساوات اور جامع ترقی، کتاب: الی سچابانا، اے اور دیگر؛ ڈویلپر کی مشکل، ساختی تبدیلی، عدم مساوات کے محرکات اور شمولیتی نمو۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، لندن۔

لودھی، ایم۔ (2024ء)۔ پاکستان: استحکام کی تلاش، ہرسٹ پبلشرز، لندن۔

لوپیز-کالکس، جے۔، اور توقیر، آئی۔ (2013ء)۔ پاکستان کی ترقی میں رکاوٹوں کا از سرِ نو جائزہ، پالیسی پیپر سیریز برائے پاکستان، جنوبی ایشیا غربت میں کمی اور اقتصادی نظم و نسق کا یونٹ، عالمی بینک، جلد 20، شمارہ 12۔

لیوکاس، آر۔ ای۔ (1988)۔ معاشی ترقی کی میکینکس، جرنل آف مانیٹری اکنامکس، جلد 22، شمارہ 1۔

مہادیوان، آر۔ (2004ء)۔ ایشیا اور آسٹریلیا میں پیداواری صلاحیت کی معیشت، یونیورسٹی آف کوئنزلینڈ، آسٹریلیا، ایڈورڈ ایلگر پبلشنگ، برطانیہ۔

مینکیو، این۔ جی۔، رومر، ڈی۔، اور وائل، ڈی۔ این۔ (1992ء)۔ معاشی ترقی کے تجرباتی تجزیے میں ایک حصہ، دی کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس، جلد 107، شمارہ 2۔

محمود، اے۔ (2014ء)۔ رینٹ سیکنگ اور اس کی تین اقسام (کرپشن، رشوت، اور لابنگ) کا انٹرپرینیورشپ پر اثر: پاکستان پر ایک وضاحتی مطالعہ، ماسٹرز تھیسس، اومیاؤ اسکول آف بزنس اینڈ اکنامکس، اومیاؤ یونیورسٹی، دستیاب: www.diva-portal.org/smash/get/diva2:693403/FULLTEXT01.pdf، رسائی: 26 فروری 2025ء۔

محمود، کے۔، احمد، ایس۔، محمود، ٹی۔، محسن، ایم۔، اور اشفاق، ایم۔ (2022ء)۔ کیا پاکستان کے ٹیکس ڈھانچے میں خط لیفر موجود ہے؟ تھریش ہولڈ ریگریشن تجزیہ، جرنل آف اکنامک امپیکٹ، جلد 4، شمارہ 2۔

مواصلات کی وزارت (2020ء)۔ قومی مال برداری اور لاجسٹکس پالیسی، وزارتِ مواصلات، اسلام آباد۔

وزارت خزانہ (2019ء)۔ پاکستان اکنامک سروے 2018-19، وزارت خزانہ، اسلام آباد۔

وزارت خزانہ (2024ء)۔ پاکستان اکنامک سروے 2023-24، وزارت خزانہ، اسلام آباد۔

ایم پی سی (2025ء)۔ ملائیشیا پروڈکٹیوٹی کارپوریشن، دستیاب: www.mpc.gov.my/، رسائی: 31 جنوری 2025ء۔

مولباؤر، جے۔ (1986ء)۔ تجزیہ: برطانوی صنعت میں پیداواری صلاحیت اور مسابقت، اوکسفرڈ ریویو آف اکنامک پالیسی، جلد 2، شمارہ 3۔

مصطفیٰ، جی۔، اور حسین، ایس۔ (2023ء)۔ وہ کون سے عوامل ہیں جو پاکستان کی برآمدات کو جمود کا شکار بنائے ہوئے ہیں؟ لٹریچر جائزے سے حاصل شدہ بصیرت، پی آئی ڈی ای نالج بریف، شمارہ 99:2023ء۔

نقوی، آئی۔ بی۔ (2011ء)۔ ایک کم ترقی یافتہ ملک میں قومی اختراعی نظام: پاکستان کا کیس، انٹرنیشنل جرنل آف ٹیکنالوجی، پالیسی اینڈ مینجمنٹ، جلد 11، شمارہ 2۔

نسرین، س۔، اور اشرف، ایم۔ اے۔ (2020ء)۔ پاکستان کے زرعی شعبے میں پانی کی ناکافی فراہمی: آبی ذخائر کی کمی اور ناقص آبپاشی نظام کی بنا پر، واٹر کنزرویشن اینڈ مینجمنٹ، جلد 5۔

نواز، اے۔ آر۔، انور، ع۔، اور عقیل، ف۔ (2021ء)۔ سیاسی عدم استحکام کا اقتصادی اثر: پاکستان سے شواہد، جرنل آف اکنامک امپیکٹ، جلد 3، شمارہ 1۔

نازلی، ایچ۔ (2004ء)۔ تعلیم، تجربہ اور پیشے کا آمدنی پر اثر: پاکستان سے شواہد، دی لاہور جرنل آف اکنامکس، جلد 9، شمارہ 2۔

نیکا (2023ء)۔ قومی توانائی بچت اور تحفظ پالیسی 2023، نیشنل انرجی ایفی شینسی اینڈ کنزرویشن اتھارٹی، اسلام آباد۔

نیپرا (2024ء)۔ اسٹیٹ آف دی انڈسٹری رپورٹ 2024، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی، اسلام آباد۔

نومورا، کے۔، اور ہو، ایم۔ (2024ء)۔ اے پی او پروڈکٹیوٹی ڈیٹابک 2024، دستیاب: www.apo-tokyo.org/publications/apo-productivity-databook-2024-2/، رسائی: 2 دسمبر 2024ء۔

نارتھ، ڈی۔ سی۔ (1991ء)۔ ادارے، جرنل آف اکنامک پرسپیکٹوز، جلد 5، شمارہ 1۔

این پی او (تاریخ دستیاب نہیں)۔ قومی پیداواری ماسٹر پلان، نیشنل پروڈکٹیوٹی آرگنائزیشن، اسلام آباد۔

نن، این۔ اور ٹریفلر، ڈی۔ (2014ء)۔ ملکی ادارے بطور تقابلی برتری کا ذریعہ، ہینڈ بک آف انٹرنیشنل اکنامکس، جلد 4۔

او ای سی ڈی (2011ء)۔ زراعت میں پیداواری صلاحیت اور مسابقت کو فروغ دینا، او ای سی ڈی پبلشنگ، دستیاب: www.dx.doi.org/10.1787/9789264166820-en، رسائی: 6 جنوری 2025ء۔

او ای سی ڈی (2015ء الف)۔ مستقبل کی پیداواری صلاحیت، او ای سی ڈی پبلشنگ، پیرس، دستیاب: www.doi.org/10.1787/9789264248533-en، رسائی: 13 فروری 2025ء۔

او ای سی ڈی (2015ء ب) اقتصادی پالیسی اصلاحات 2015: ترقی کی جانب، او ای سی ڈی پبلشنگ، پیرس، دستیاب: www.doi.org/10.1787/growth-2015-en، رسائی: 13 فروری 2025ء۔

او ای سی ڈی (2021ء)۔ پیداواری صلاحیت کی پیمائش - او ای سی ڈی کتابچہ: مجموعی اور صنعت کی سطح پر پیداواری صلاحیت کی ترقی کی پیمائش، تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی، پیرس۔

او ای سی ڈی (2024ء)۔ ڈجیٹل حکومتوں کے لیے ڈجیٹل عوامی ڈھانچا، او ای سی ڈی پبلک گورننس پالیسی پیپرز، شمارہ 68۔

او آئی سی سی آئی (2019ء)۔ تاثر اور سرمایہ کاری کا سروے، اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، کراچی۔

او آئی سی سی آئی (2022ء)۔ پاکستان میں ڈجیٹل تبدیلی کے لیے سفارشات، اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، کراچی۔

اوسٹری، ایم۔ جے۔ ڈی۔، الواریز، جے۔، ایسپینوزا، ایم۔ آر۔ اے۔، اور پاپاجورجیو، ایم۔ سی۔ (2018ء)۔ صنفی شمولیت سے حاصل شدہ اقتصادی فوائد: نئے طریقے، نئے شواہد، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، واشنگٹن ڈی سی۔

پاشا (2022ء)۔ ٹیکس تجزیہ: پاکستان میں آئی ٹی اور آئی ٹی ای ایس کے لیے کاروبار کرنے کی لاگت کا نقشہ، پاکستان آئی ٹی انڈسٹری ایسوسی ایشن، اسلام آباد، دستیاب: pasha.org.pk/publications/tax-analysismapping-cost-of-doing-business-it-ites-in-pakistan/، رسائی: 5 فروری 2025ء۔

پاشا (2024ء)۔ نجی شعبے کے ذریعے پاکستان کے ڈجیٹل پبلک انفراسٹرکچر کو فعال بنانا، پاکستان آئی ٹی انڈسٹری ایسوسی ایشن، اسلام آباد۔

پاشا، ایچ۔ (2023ء)۔ پاکستان کی معیشت کے اہم مسائل: اصلاحات کا ایجنڈا، فریڈرک ایبرٹ فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔

پی سی (2025ء)۔ پروڈکٹیویٹی کمیشن، دستیاب: www.pc.gov.au/، رسائی: 31 جنوری 2025ء۔

پیرزادہ، اے۔، ناخدا، اے۔، محمد، ایس۔ اور جاوید، ایس۔ (2024ء)۔ پاکستان اور دیگر: پیداواریت میں نمو، وسائل کی غلط تقسیم، اور گم شدہ تبدیلی کی کہانی، یونیورسٹی آف برسٹل ڈسکشن پیپر، شمارہ 24/778۔

پی ٹی اے (2024ء)۔ سالانہ رپورٹ 2024ء، پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی، اسلام آباد۔

قادر، یو۔ (2020ء)۔ قومی ٹیرف پالیسی کا تجزیہ، پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، اسلام آباد۔

قاضی، ایم۔ اے۔، اور حیدر، کے۔ (2007ء)۔ پاکستان میں مجموعی عامل پیداواریت کے تعین کنندگان، سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سینٹر، تحقیقی رپورٹ نمبر 68۔

رازافیماہیفا، آئی۔ ایف۔، اور ہاموری، ایس۔ (2007ء)۔ افریقہ میں بین الاقوامی مسابقت: ذیلی صحارا کے خطے میں پالیسی کے اثرات، اسپرنگر سائنس اینڈ بزنس میڈیا، جلد 43۔

روڈریک، ڈی۔ (2008)۔ حقیقی شرحِ مبادلہ اور اقتصادی ترقی، بروکنگز پیپرز آن اکنامک ایکٹیویٹی، جلد 2008۔

رومر، پی۔ ایم۔ (1986ء)۔ بڑھتا ہوا منافع اور طویل مدتی ترقی، دی جرنل آف پولیٹیکل اکانومی، جلد 94، شمارہ 5۔

ساہا، ایس۔ آر۔ اور ساہا، ایس۔ (2024ء)۔ بنگلہ دیش میں معذور بچوں کے اسکول میں داخلے اور حاضری پر اثرانداز ہونے والے عوامل: ایک کراس سیکشنل سروے کی شہادت، پلاس ون، جلد 19، شمارہ 10۔
ساہو، کے۔ پی۔، رتھ، این۔ بی۔، اور لی، وی۔ (2022ء)۔ بھارتی صنعتی شعبے میں برآمدات، پیداواری صلاحیت اور مسابقت کے درمیان تعلق، جرنل آف ایشین اکنامکس، جلد 79۔

سیویڈوف، ڈبلیو۔ ڈی۔ اور شلٹز، ٹی۔ پی۔ (2000ء)۔ آمدن اور صحت کے مبہم فوائد، انٹر امریکن ڈویلپمنٹ بینک، ورکنگ پیپر 131۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2015ء)۔ پاکستانی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال15ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2019ء)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال19ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2020ء)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال20ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2021ء)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ 2021-2020ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2021b)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 21، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2022ء)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ 2022-2021ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2024ء)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، ششماہی رپورٹ مالی سال24ء، کراچی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2024ء ب)۔ پاکستان کی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ مالی سال24ء، کراچی۔

شواب، کے۔ اور سالا-آئی-مارٹن، ایکس۔ (2013ء)۔ عالمی مسابقتی رپورٹ 2014-2013ء، ورلڈ اکنامک فورم، جنیوا۔

سین، کے۔ (2023ء)۔ ساختی تبدیلی کی اقسام: پیٹرن، اسباب اور نتائج، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج۔

شرما، ایس۔، نیئر، جی۔ اور کم، کے۔ وائی۔ (2019ء)۔ پاکستان ایٹ 100: ساختی تبدیلی، ورلڈ بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

صدیقی، او۔ (2022ء)۔ پاکستان میں کلی عامل پیداواریت اور اقتصادی ترقی: پانچ دہائیوں کا جائزہ، پاکستان ڈویلپمنٹ ریویو، جلد 61، شمارہ 4۔

سلر، ایم۔، شاٹزر، ٹی۔، والڈے، جے۔، اور ٹاپیز، جی۔ (2021ء)۔ کلی عامل پیداواریت کی ترقی کے عوامل: اثرات کی جانچ، ریجنل اسٹڈیز، جلد 55، شمارہ 6۔

اسٹنبرگ، ایم۔، ہوواری، جے۔، کیا، آئی۔، اور مالی رنتا، ایم۔ (2021ء)۔ فن لینڈ میں پیداواری صلاحیت اور مسابقت، فن لینڈ کی وزارت خزانہ، رپورٹ 2021:20۔

ستروح، کے۔ جے۔ (2001ء)۔ پیداواری صلاحیت کی ترقی کے عوامل، اکنامک پالیسی ریویو، جلد 7، شمارہ 1، فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک۔

سوان، جی۔ ایم۔ پی۔ (2000ء)۔ معیاری کاری کی معیشت، مانچسٹر بزنس اسکول۔

سویٹ مین، اے۔ (2002ء)۔ بہتر کام کرنا: تعلیم اور پیداواری صلاحیت، ریویو آف اکنامک پرفارمنس اینڈ سوشل پروگریس، جلد 2۔

ٹینگ، جے۔ اور ژاؤ، ایکس۔ (2023ء)۔ کیا نیا ڈیجیٹل ڈھانچا کلی عامل پیداواریت کو بہتر بناتا ہے؟ بلیٹن آف اکنامک ریسرچ، جلد 75، شمارہ 4۔

تاتجے۔، وقاص، ایم۔ علی، ایم۔، عمیر، ایم۔، گن، ڈبلیو۔، اور حیدر، ایچ۔ (2022ء)۔ پاکستان کے برقی توانائی کے بحران، اور 50 فیصد صاف و سبز بجلی کی پیداواریت کی طرف ممکنہ راستہ، انرجی اسٹریٹیجی ریویوز، جلد 40۔

ٹسڈل، سی۔ اے۔ (2011ء)۔ چین اور ویتنام میں ساختی اقتصادی تبدیلیاں: زرعی پالیسیوں کے مسائل اور اثرات، دستیاب www.cgspace.cgiar.org؛ رسائی: 11 فروری 2025ء۔

ٹومیا، ای۔ (2002ء)۔ صحت کے پیداواری صلاحیت پر اثرات: تجرباتی شواہد اور پالیسی کے نتائج، ریویو آف اکنامک پرفارمنس اینڈ سوشل پروگریس، جلد 2۔

ٹوپل، آر۔ (1999ء)۔ مزدور منڈی اور اقتصادی ترقی، ہینڈ بک آف لیبر اکنامکس، جلد 3۔

یواین ڈی پی (2024ء)۔ محفوظ اور جامع معاشروں کے لیے ڈی پی آئی سے فائدہ اٹھانا، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ٹیکنالوجی کے ایلچی کا دفتر۔

یونیسف (تاریخ دستیاب نہیں) تعلیم، دستیاب : www.unicef.org/india/what-we-do/education، رسائی: 12 فروری 2025ء۔

وادھو، ڈبلیو۔ اور چوہدری، اے۔ (2018ء)۔ ترقی پذیر ممالک میں جدت اور فرم کی کارکردگی: پاکستانی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت کا کیس، ریسرچ پالیسی، شمارہ 47۔

پائڈ (2021-2024)۔ سلج سیریز، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، دستیاب : www.pide.org.pk/research-category/sludge-series، رسائی: 28 مارچ 2025ء۔

ورلڈ بینک (2005ء)۔ انفراسٹرکچر کی ترقی: عوامی اور نجی شعبوں کے کردار، ورلڈ بینک گائیڈنس نوٹ، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

وحید، م۔ اور گھمن، اے۔ (2019ء)۔ پاکستان ایٹ 100: ترقی اور سرمایہ کاری، ورلڈ بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2020ء)۔ درآمدی ڈیوٹی اور کارکردگی: پاکستان کے لیے کچھ نمونہ جاتی حقائق، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2021ء)۔ پاکستان ڈویلپمنٹ اپڈیٹ: برآمدات کی بحالی، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2022ء الف)۔ ریت میں تیرنے سے لے کر بلند اور پائیدار ترقی کی جانب: پاکستانی معیشت میں وسائل اور صلاحیت کی تقسیم میں بگاڑ کو کم کرنے کا روڈ میپ، پاکستان اکنامک میمورنڈم، ورلڈ بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2022ء ب)۔ ورلڈ بینک انٹرپرائز سروے، دستیاب : www.enterprisesurveys.org، رسائی: 6 دسمبر 2024ء۔

ورلڈ بینک (2023ء الف)۔ پاکستان وفاقی سرکاری اخراجات کا جائزہ 2023ء، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2023ء ب)۔ تجارت (جی ڈی پی کا فیصد)، دستیاب : www.data.worldbank.org/indicator/NE.TRD.GNFS.ZS، رسائی: 9 فروری 2025ء۔

ورلڈ بینک (2024ء الف)۔ پاکستان ڈویلپمنٹ اپڈیٹ اپریل 2024: وفاقی ریاستی اداروں کے مالی اثرات، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (2024ء ب)۔ ڈیجیٹل پیش رفت اور رجحانات کی رپورٹ 2023ء، ورلڈ بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

ورلڈ بینک (n.d.)۔ عالمی ترقی کے اشاریے، ورلڈ بینک گروپ، واشنگٹن ڈی سی۔

وے، زی۔ اور ہاؤ، آر۔ (2011ء)۔ چین میں مجموعی عامل پیداواریت کی ترقی میں انسانی سرمایہ کا کردار: بین الصوبائی تجزیہ، دی ڈیولپنگ اکنامیز، جلد 49، شمارہ 1۔

وگنراجہ، جی۔ اور جوائنر، ڈی۔ (2004ء)۔ دنیا کی سب سے چھوٹی معیشتوں میں مسابقت کی پیمائش : SSMECI کا تعارف، ای آر ڈی ورکنگ پیپر سیریز، نمبر 60، ایشین ڈویلپمنٹ بینک، منیلا۔

اے ڈی بی (2024ء)۔ پاکستان قومی شہری تشخیص: پائیدار شہری ترقی کی طرف رجحان، ایشین ڈویلپمنٹ بینک، منیلا۔

ظہیر، س۔، خالق، ایف۔، اور رفیق، ایم۔ (2017ء)۔ کیا حکومتی قرضے نجی شعبے کے قرضوں کو متاثر کرتے ہیں؟، اسٹیٹ بینک آف پاکستان ورکنگ پیپر سیریز، نمبر 83، کراچی۔

ذیشان، ایم۔ (2023ء)۔ پاکستان میں تجارتی پالیسی میں اصلاحات کی ضرورت، بحث 2023، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، اسلام آباد۔